Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم   نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم   وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

جلد
60

ایڈیٹر
منیراحمد خادؔم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویراحمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian

شمارہ
23

شرح چندہ
سالانہ 350 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
35 پاؤنڈ یا 60 ڈالر امریکن
65 کینیڈین ڈالر
یا 40 یورو

6 رجب 1432 ہجری قمری ۔ 9 احسان 1390 ہش ۔ 9 رجون 2011ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیرالمومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیرو عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین ۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے امام الزمان میں ہوں

میں یہ نہیں کہتا کہ پہلے نشانوں پر ہی ایمان لاؤ بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر میں حَکَم نہیں ہوں تو میرے نشانوں کا مقابلہ کرو۔

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔ بانی جماعت احمدیہ مسلمہ

’’اب بالآخر یہ سوال باقی رہا کہ اس زمانہ میں امام الزمان کون ہے جس کی پیروی تمام عام مسلمانوں اور زاہدوں اور خواب بینوں اور ملہموں کو کرنی خدا تعالیٰ کی طرف سے فرض قرار دی گئی ہے۔ سو میں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے وہ **امام الزمان میں ہوں** اور مجھ میں خدا تعالیٰ نے وہ تمام علامتیں اور تمام شرطیں جمع کی ہیں اور اس صدی کے سر پر مجھے مبعوث فرمایا ہے جس میں سے پندرہ برس گذر بھی گئے۔ اور ایسے وقت میں میں ظاہر ہوا ہوں کہ جب کہ اسلامی عقیدے اختلافات سے بھر گئے تھے۔ اور کوئی عقیدہ اختلاف سے خالی نہ تھا۔ ایسا ہی مسیح کے نزول کے بارے میں نہایت غلط خیال پھیل گئے تھے اور اس عقیدے میں بھی اختلاف کا یہ حال تھا کہ کوئی حضرت عیسیٰ کی حیات کا قائل تھا اور کوئی موت کا اور کوئی جسمانی نزول مانتا تھا اور کوئی بروزی نزول کا معتقد تھا اور کوئی دمشق میں ان کو اتار رہا تھا اور کوئی مکہ میں اور کوئی بیت المقدس میں اور کوئی اسلامی لشکر میں اور کوئی خیال کرتا تھا کہ ہندوستان میں اتریں گے۔ پس یہ تمام مختلف رائیں اور مختلف قول ایک فیصلہ کرنے والے حَکَم کو چاہتے تھے سو وہ حَکَم مَیں ہوں۔ میں روحانی طور پر کسر صلیب کے لئے اور نیز اختلافات کے دور کرنے کیلئے بھیجا گیا ہوں۔ ان ہی دونوں امروں نے تقاضا کیا کہ میں بھیجا جاؤں میرے لئے ضروری نہیں تھا کہ میں اپنی حقیت کی کوئی اور دلیل پیش کروں کیونکہ ضرورت خود دلیل ہے۔ لیکن پھر بھی میری تائید میں خدا تعالیٰ نے کئی نشان ظاہر کئے ہیں اور میں جیسا کہ اور اختلافات میں فیصلہ کرنے کے لئے حکم ہوں۔ ایسا ہی وفات حیات کے جھگڑے میں بھی حَکَم ہوں۔

اور میں امام مالک اور ابن حزم اور معتزلہ کے قول کو مسیح کی وفات کے بارے میں صحیح قرار دیتا ہوں اور دوسرے اہل سنت کو غلطی کا مرتکب سمجھتا ہوں۔ سو میں بحیثیت حکم ہونے کے ان جھگڑا کرنے والوں میں یہ حکم صادر کرتا ہوں کہ نزول کے اجمالی معنوں میں یہ گروہ اہل سنت کا سچا ہے کیونکہ مسیح کا بروزی طور پر نزول ہونا ضروری تھا۔ ہاں نزول کی کیفیت بیان کرنے میں ان لوگوں نے غلطی کھائی ہے۔ نزول صفت بروزی تھا نہ کہ حقیقی۔ اور مسیح کی وفات کے مسئلہ میں معتزلہ اور امام مالک اور ابن حزم وغیرہ ہمکلام ان کے سچے ہیں کیونکہ بموجب نصِ صریح آیت کریمہ یعنی آیت **فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ** کے مسیح کا عیسائیوں کے بگڑنے سے پہلے وفات پانا ضروری تھا۔ یہ میری طرف سے بطور حکم کے فیصلہ ہے۔ اب جو شخص میرے فیصلہ کو قبول نہیں کرتا وہ اس کو قبول نہیں کرتا جس نے مجھے حکم مقرر فرمایا ہے۔ اگر یہ سوال پیش ہو کہ تمہارے حکم ہونے کا ثبوت کیا ہے؟ اس کا یہ جواب ہے کہ جس زمانہ کیلئے حکم آنا چاہئے تھا وہ زمانہ موجود ہے۔ اور جس قوم کی صلیبی غلطیوں کی حکم نے اصلاح کرنی تھی وہ قوم موجود ہے۔ اور جن نشانوں نے اس حَکَم پر گواہی دینی تھی وہ نشان ظہور میں آ چکے ہیں۔ اور اب بھی نشانوں کا سلسلہ شروع ہے۔ آسمان نشان ظاہر کر رہا ہے زمین نشان ظاہر کر رہی ہے اور مبارک وہ جن کی آنکھیں اب بند نہ رہیں۔

میں یہ نہیں کہتا کہ پہلے نشانوں پر ہی ایمان لاؤ بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر میں حَکَم نہیں ہوں تو میرے نشانوں کا مقابلہ کرو۔ میرے مقابل پر جو اختلاف عقائد کے وقت آیا ہوں اور سب بحثیں نکمی ہیں۔ صرف حَکَم کی بحث میں ہر ایک کا حق ہے جس کو میں پورا کر چکا ہوں۔ خدا نے مجھے چار نشان دیئے ہیں۔

(۱) میں قرآن شریف کے معجزہ کے ظل پر عربی بلاغت و فصاحت کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔

(۲) میں قرآن شریف کے حقائق و معارف بیان کرنے کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔

(۳) میں کثرت قبولیت دعا کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میری دعائیں تیس ہزار کے قریب قبول ہو چکی ہیں اور ان کا میرے پاس ثبوت ہے۔

(۴) میں غیبی اخبار کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ یہ خدا تعالیٰ کی گواہیاں میرے پاس ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں میرے حق میں چمکتے ہوئے نشانوں کی طرح پوری ہوئیں۔ (ضرورت الامام صفحہ نمبر ۲۷ تا ۲۹)

☆☆☆☆

ہفت روزہ بدر کا سالانہ نمبر ’’درویشانِ قادیان نمبر‘‘

قارئین بدر کی اطلاع کیلئے تحریر ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت امسال ہفت روزہ اخبار بدر قادیان کے سالانہ نمبر کیلئے ’’درویشان قادیان نمبر‘‘ کی منظوری عطاء فرمائی ہے۔ قارئین سے گزارش ہے کہ اس خصوصی نمبر کے لئے اپنے مضامین، واقعات وتبصرے نیز درویشان کی حالات زندگی مع یادگار تصاویر دفتر ہفت روزہ بدر قادیان میں ماہ اگست کے آخر تک بھجوادیں۔ جزاکم اللہ۔

اس سالانہ نمبر کے بابرکت اور مفید ہونے کیلئے دُعاؤں کی عاجزانہ درخواست ہے۔ (ادارہ)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

علمائے حیدرآباد جواب دیں!

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے تمام عالم اور تمام مخلوقات کے لئے یہ ایک عظیم الشان نعمت ہے۔ آج اسلام کی کامل پیروی ہی انسان کو فلاح ونجات سے ہم کنار کرسکتی ہے۔ اسلام کی تعلیمات ہر دور کیلئے ضروری اور لازمی ہیں۔ ان کی افادیت اور اہمیت ہر زمانہ میں مسلم ہے۔ آج ساری دنیا امن کی متلاشی اور مغربی الحاد و کفریاتی نظریات سے بے چین و بے قرار ہے۔ بنی نوع انسان کی اکثریت اپنے خالق حقیقی کو بھول چکی ہے۔ بہت تھوڑے لوگ خداتعالیٰ پر حقیقی ایمان لانے والے موجود ہیں۔ مسلمانوں کی عملی اخلاقی حالت اصل حقیقی اسلام سے برعکس نظر آتی ہے۔ قرآن مجید کی تعلیمات سے اکثر مسلمان غافل ہورہے ہیں اور چند مسلمان جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں ان میں بھی اکثریت نفسانی بیماریوں میں ملوث ہیں۔ احکام الٰہی سے غفلت اور نافرمانی کا عالم یہ ہے کہ قرآن مجید کا بنیادی حکم توحید ہے۔ مگر مسلمانوں کی اکثریت حقیقی توحید سے دور جا پڑی ہے۔ قارئین! توحید اسلام کا اولین حکم ہے۔ بانیٔ اسلام نے اپنی ساری زندگی توحید کے قیام، اس کی اشاعت کے لئے وقف فرمادی تھی۔ ہر وہ مصائب جو انسان پر جاری کئے جاسکتے ہیں مخالفین نے آپؐ پر جاری کئے اور آپؐ کو جانی مالی نقصان پہنچا کر بھی توحید کے عقیدہ سے باز رکھنے کی کوشش کی گئی۔ تاریخ میں درج ہے کہ بانیٔ اسلام کی توحید کی کوششوں سے گھبرا کر شرک کے پجاریوں نے آپؐ کے چچا ابوطالب کے پاس یہ پیشکش کی کہ اگر آپ کا بھتیجا ہمارے بتوں کو برا بھلا کہنے سے باز آجائے تو ہم اس کی خواہشات کی تکمیل کردیں گے۔ اگر وہ دولت مند بننے کا خواہش مند ہے تو اُس کو سب سے زیادہ مالدار بنادیں گے اگر وہ حسین عورت کا طلب گار ہے تو اُسے ہم عرب کی سب سے خوبصورت حسینہ دیں گے۔ اگر اُسے سرداری کی خواہش ہے تو ہم اُسے اپنا سردار بنانے کو تیار ہیں مگر شرط ایک ہے کہ وہ ہمارے بتوں کو بُرا بھلا نہ کہے۔ آنحضرت ﷺ کا اسوۂ حسنہ بھی تاریخ میں درج ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے پر چاند رکھ دیا جائے تو بھی میں پیغام حق پہنچانے سے رُک نہیں سکتا۔

قارئین! بانیٔ اسلام فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے۔ آپ شرک کیلئے ایک ننگی تلوار تھے۔ آپؐ کا لایا ہوا مذہب اسلام شرک سے سب سے زیادہ بے زار اور نفرت کرنے والا دین ہے۔ قرآن مجید کی متعدد آیات ہیں جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ انسان کا سب سے بڑا گناہ شرک ہے۔ ایسی عمدہ و اعلیٰ تعلیم کے ہوتے ہوئے اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کے ہوتے ہوئے آج مسلمان شرک سے بیزار ہونے کی بجائے اس میں ڈوبے ہوئے نظر آتے ہیں۔ شرک خفی کی کثرت تو تھی ہی۔ اب شرک جلی بھی ان کی نظروں میں معیوب نظر نہیں آتا۔ اس کی تازہ مثال حیدرآباد میں واقع ہوئی ہے۔ واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ

''4 اپریل 2011 بروز پیر غیر مسلموں کے سال نو تہوار ''اگادی'' کے موقع پر بہت سارے مسلم حضرات وخواتین ترو ملا تو لاگڑ پا مندر موقع کٹر پہ کی ایک مشہور مندر وینکٹیشوراسوامی جاکر پوجا پاٹھ کی رسومات بخوشی ادا کئے۔ ساتھ ہی پوجا کا سامان اور تھالی بھی لیکر گئے بعد پوجا یہ نام کے مسلم حضرات وخواتین مندر کے پنڈت و پوجاری سے آشیرواد بھی حاصل کئے۔ یہ انتہائی کربناک اور دلسوز خبر ریاست کے تیلگو ممتاز و کثیر الاشاعت اخبار ''اینا ڈو'' (حیدرآباد) مورخہ 5 اپریل 2011ء بروز منگل کے صفحہ نمبر 11 پر مع تصویر شائع ہوئی۔''

(بحوالہ ساز دکن حیدرآباد 25.4.2011 صفحہ 3)

قارئین کرام! ساری دنیا کے مسلمان بخوبی جانتے ہیں کہ شرک اسلام میں حرام ہے۔ شرک کے معنی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات میں صفات میں اور اختیارات میں کسی کو شریک کرنے کے ہیں۔ قرآن مجید نے شرک کو ظلم عظیم قرار دیا ہے اور خداتعالیٰ کے نزدیک شرک ایک ناقابل معافی جرم ہے۔ لیکن ان سب کے باوجود آج ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت کی حالت کی ایک جھلک آپ کے سامنے ہے۔ یہ واقعہ جو اخبار میں شائع ہوا یہ تو صرف ایک نمونہ ہے ورنہ مسلمانوں کی اکثریت غیر مسلم معاشرہ اور دین سے کم علم ہونے کی وجہ سے اس طرح کی حرکتیں کرتی آپ کو جابجا نظر آجائے گی۔ اس کربناک اور تکلیف دہ خبر پر جہاں افسوس کرنے کی ضرورت ہے وہاں اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ غور و فکر کیا جائے اور جائزہ لیا جائے کہ اُمت کو اس بدحالت سے نکالنے کیلئے خداتعالیٰ نے کیا انتظام فرمایا ہے؟ اور کس روحانی وجود کو دین کی دوبارہ تجدید کیلئے بھیجا ہے۔؟

قارئین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے عین مطابق اس اُمت میں سے اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کا مہدی موعود و مسیح مبعوث فرمایا ہے۔ اور آپ امام الزماں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام ہیں۔ آپ کی صداقت اور سچائی کے بے شمار نشانات ہیں جو قرآن مجید کی روشنی میں ہر سعید فطرت کو دکھائی دیتے ہیں لیکن نام نہاد علماء آپؑ کے مخالف اور نعوذ باللہ آپ کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں۔ علماء کی پیروی میں عوام الناس بھی اندھی تقلید کرتے ہیں اور عقل سے عاری ہوکر جذباتی نعروں میں ہاں میں ہاں ملاتے نظر آتے ہیں نام نہاد علماء دین کے ٹھیکیدار بن کر جنت و دوزخ کی تقسیم کررہے ہیں۔ انہیں اس بات کی کوئی فکر نہیں کہ اُمت مرحومہ کس حالت میں ہے یہ علماء اپنے نام ونمود کے لئے کفرسازی کی فیکٹریاں زوروں سے چلا رہے ہیں۔ آنحضرتؐ نے اُمت کی اس بدترین حالت سے نجات کیلئے جس نجات دہندہ کی خبر دی تھی آج یہ نام نہاد علماء اس کا انکار کرنے پر مصر ہیں اور علماء حیدرآباد اس میں پیش پیش نظر آتے ہیں۔ ابھی دو سال پہلے کی بات ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت کی طرف سے صد سالہ خلافت جوبلی کی تقریبات سارے ہندوستان میں شان وشوکت سے منعقد کی گئیں مگر حیدرآباد کے بدبخت نام نہاد علماء نے حیدرآباد میں صد سالہ جوبلی تقریبات منانے نہ دیں اور اس کے خلاف محاذ آرائی کا میدان کھول دیا اور گالی گلوچ تک ہی بس نہ رہے بلکہ تشدد و جبر کی بھی مکمل تیاری کرلی گئی تھی۔ اپنے شرمناک کارناموں کو نام نہاد علماء نے سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت سے تعبیر کیا۔

قارئین! یہ ظلم وستم اور مخالفت جو علماء کی طرف سے ۱۲۱ سالوں سے جاری ہے ایک ایسی جماعت کے خلاف ہے جو کہ حقیقی اسلام ہے۔ جس کا ماننے والا ہر شخص دل وجان سے اسلام کے تمام ارکانِ دین پر ایمان لاتا ہے اور اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیّین ہیں اور آپ کا لایا ہوا دین کامل اور قیامت تک کیلئے ہے۔ ہمارا قصور صرف یہ ہے کہ ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق جس مہدی و مسیح نے تشریف لانا تھا وہ آچکا ہے۔ اُس حکم وعدل نے ازسرنو اسلام کی حقیقت سے دنیا کو روشناس کروایا ہے۔ اور خدائے باری تعالیٰ سے ازسرنو بنی نوع انسان کا رشتہ استوار کیا ہے۔ قارئین بانی جماعت احمدیہ نے اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات سے لوگوں کو دوبارہ متعارف کروایا۔ آپ نے شرک کی اصلیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ

''جب غیر اللہ کی محبت انسانی دل پر مستولی ہوتی ہے تو وہ اس مصفاّ آئینہ پر ایک قسم کا زنگ سا پیدا کرتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ رفتہ رفتہ بالکل تاریک ہوجاتا ہے اور غیرت اپنا گھر کرکے اسے خدا سے دور ڈال دیتی ہے اور یہی شرک کی جڑ ہے۔'' (ملفوظات جلد نمبر 3 صفحہ 33)

قارئین! امام الزمان نے عوام کو شرک اور اُس کی اصلیت سے کما حقہ واقف کروایا۔ مگر ان بدنصیب علماء نے امام الزمان پر ہی کفر کے فتاوی لگادئے اور اپنے اصل فرائض منصبی سے بے خبر ہوگئے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ امام الزمان کی صداقت کو مان کر صدق دل سے صراط مستقیم پر گامزن ہوتے مگر ان علماء کے گروہ نے ہر دور میں مخالفت اور کفرسازی کا کام اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ احمدیہ مسلم جماعت کی مخالفت اور کفربازی میں یہ علماء مسلمانوں کی تعلیم وتربیت اور اُنہیں اسلام سے متعارف کروانے جیسے اہم بنیادی کاموں سے غافل ہوگئے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی عملی اخلاقی حالت اور پستی آپ کے سامنے ہے۔ مسلمان عورتیں مندروں میں جارہی ہیں۔ اعلانیہ شرک کررہی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود علماء خواب خرگوش میں مست ہیں۔

اخبارات میں اس خبر کو پڑھ کر بھی شہر کے مسلم عمائدین، نام نہاد علماء اور اُن کی کمیٹیوں اور مشائخ نے کوئی نوٹس نہیں لیا۔ اُن کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی اور کسی عملی قدم کی اُن کی طرف سے کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔ کیا علمائے حیدرآباد اپنی ان حرکات کے باعث خداتعالیٰ کے حضور جواب دہ نہ ہوں گے؟ اس کے برعکس جماعت احمدیہ جو بنی نوع انسان کو ازسرنو مالک حقیقی کا تعارف کروانے کیلئے سرگرداں ہے اس کے مبلغین و معلمین توحید کی حقیقت دنیا پر ظاہر کرنے کیلئے گاؤں گاؤں بستی بستی میں مجاہدانہ سرگرمیاں کررہے ہیں ان کے خلاف علماء فتاویٰ کفر لگانے میں سرفہرست ہیں اور حیدرآباد کے علماء بھی اس میں صف اوّل میں شامل ہیں۔ کیا اپنی اس حرکت کیلئے وہ جواب دہ نہ ہوں گے؟

(شیخ مجاہد احمد شاستری)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

شرک سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:۔

کون سا گناہ اللہ کے نزدیک بڑا ہے۔؟

آپ نے فرمایا: کہ تو اللہ کا شریک یا برابر والا کسی اور کو بنادے حالانکہ تجھے اللہ نے پیدا کیا (پھر تو اپنے صاحب پیدا کرنے والے کو چھوڑ کر دوسرے کو مالک بنادے یہ کتنا بڑا اندھیر ہے اور مالک اس کام سے کیسا ناراض ہوگا۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان کون الشرک اقبح الذنوب)

خطبہ جمعہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کی بعض روایات کا ایمان افروز تذکرہ

یہ روایات ہمیں جہاں صحابہ کے اخلاص و وفا کے نمونوں اور اُن کے احمدیت میں شامل ہونے کے واقعات کا پتہ دیتی ہیں وہاں ان سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام اور اپنے مخلصین سے آپ کے تعلق کا بھی پتہ چلتا ہے۔ ان میں بعض مسائل کا حل بھی موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کے درجات بلند فرمائے اور ان کی نسلوں میں بھی احمدیت کی حقیقی روح ہمیشہ قائم فرماتا چلا جائے

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 8/اپریل 2011ء بمطابق 8/شہادت 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج مَیں صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کچھ روایات پیش کروں گا۔ پہلے بھی چند مرتبہ یہ روایات پیش کر چکا ہوں اور کوشش یہی ہے کہ یہ دوبارہ دہرائی نہ جائیں اور نئے صحابہ کی روایات سامنے آئیں۔ جو رجسٹر روایات صحابہ کا ہے اُس میں سے مَیں نے لی ہیں، تا کہ آپ کو پتہ چلے کہ اُس زمانے میں صحابہ نے، اُن لوگوں نے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی، کس طرح آپ کو دیکھا؟ آپ پہ اُن کے تاثرات کیا تھے؟ مختلف رنگ میں ہر ایک کی روایات ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان روایات کا ایک سلسلہ اپنے خطبات اور خطابات میں شروع کیا تھا۔ میری کوشش تو یہی ہے کہ نہ وہ دوبارہ سامنے آئیں اور نہ جو مَیں بیان کر چکا ہوں وہ آئیں بلکہ نئے صحابہ کے نئے واقعات سامنے آتے رہیں۔

یہ روایات ہمیں جہاں صحابہ کے اخلاص و وفا کے نمونوں اور اُن کے احمدیت میں شامل ہونے کے واقعات کا پتہ دیتی ہیں وہاں ان سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام اور اپنے مخلصین سے آپ کے تعلق کا بھی پتہ چلتا ہے۔ ان میں بعض مسائل کا حل بھی موجود ہے۔ بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا اُن لوگوں کی یہ روایات مَیں پیش کرتا ہوں جو آپ کی پاک جماعت کا حصہ بنے۔ جن کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جماعت نے اخلاص و وفا میں بڑی نمایاں ترقی کی ہے۔

پہلی روایت حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحبؓ ولد میاں نادر علی صاحب کی ہے، جن کا بیعت کا سن اور زیارت کا سن 1900ء ہے۔ یہ لکھتے ہیں کہ مَیں نے 1899ء میں بذریعہ خط کے بیعت کی اور اس سے پہلے بھی تین چار سال میرے والد صاحب نے بیعت کے لئے بھیجا تھا مگر مَیں بسبب بعض وجوہ کے واپس گھر چلا گیا اور بیعت نہیں کی۔ اس کے بعد سید بہاول شاہ صاحب جو ہمارے دلی دوست اور استاد بھی ہیں، اُنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی اور اُنہوں نے مجھے حضور کی کتابیں سنانی شروع کیں۔ جتنی اُس وقت تک حضور کی کتب تصنیف ہو چکی تھیں، قریباً قریباً ساری مجھ کو سنائیں۔ اُنہی دنوں میں مَیں نے رؤیا دیکھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں، مَیں حضور سے دریافت کرتا ہوں کہ حضور! مرزا صاحب نے جو اس وقت دعویٰ مسیح اور مہدی ہونے کا کیا ہے کیا وہ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں سچے ہیں۔ (خواب میں ہی کہتے ہیں کہ) مَیں نے کہا حضور! قسم کھا کر بتاؤ۔ آپؐ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ مجھے قسم کھانے کی حاجت نہیں۔ مَیں امین ہوں اور زمینوں اور آسمانوں میں مَیں امین ہوں۔ اس کے بعد کہتے ہیں اُسی رات کی صبح کو مَیں نے مسیح موعود علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں بیعت کا خط لکھا۔ اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام بھی لکھ دیا۔ اُس کے بعد 1900ء میں قادیان حاضر ہو کر حضور کے ہاتھوں پر بیعت کی۔

(رجسٹر روایات صحابہ رجسٹر نمبر 4 روایت حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحب صفحہ نمبر 120 غیر مطبوعہ)

حضرت ماسٹر خلیل الرحمٰن صاحبؓ۔ ان کی بیعت کا سن 1896ء ہے۔ کہتے ہیں کہ میری عمر قریباً 14 سال کی تھی، جب مَیں نے اپنے والد صاحب حضرت مولوی نیک عالم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اور برادرم مولوی غریب اللہ صاحب سکنہ موضع کلری کے، کے ساتھ تحریری بیعت کی۔ اور 1898ء میں شروع دسمبر سے سالانہ جلسہ تک مَیں حضور کی خدمت میں حاضر رہا۔ (جلسہ سالانہ پہ گئے لیکن دسمبر کے شروع میں چلے گئے۔) پھر یہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کی تشریف آوری جہلم بمقدمہ کرم دین بھیں پر حضور جری اللہ کی خدمت میں حاضر رہا۔ (اُس وقت بھی حضور کے ساتھ تھے) اور 1907ء کے جلسہ سالانہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آخری زیارت قریباً ڈیڑھ ہفتہ تک کی۔ آگے بیان کرتے ہیں کہ حضرت جری اللہ کی پہلی زیارت میں پنجگانہ نمازوں میں راقم حضور علیہ السلام کے ایک نمبر بائیں یا دو نمبر بائیں صفِ اول میں رہتا تھا (یعنی دائیں یا بائیں کھڑے ہوتے تھے)۔ اُن دنوں حضور انور پانچوں نمازوں کے بعد اپنے عاشقین خدام میں آدھ گھنٹہ یا کچھ اِس سے کم و بیش عرصہ تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔ اور اپنی قیمتی نصائح سے اپنے خدام کو مستفیض فرمایا کرتے تھے۔ اور اکثر طور پر مغرب کا کھانا مسجد میں ہی تناول فرمایا کرتے تھے۔ خصوصاً نمازِ صبح اور مغرب کے بعد عشاء تک اپنے عاشقوں اور فدائیوں کو روزانہ وعظ و تعلیم سے استفادہ فرمایا کرتے تھے۔ ان ایام میں خاکسار کو روزانہ حضور علیہ السلام کے پاؤں اور ہاتھ دبانے کا اکثر موقع ملا کرتا تھا۔ لیکن چونکہ میری عمر اس وقت چھوٹی تھی اس لئے حضور علیہ السلام کے ادب و شرم اور نبیّانہ رعب کی وجہ سے خاکسار نے نہ تو کوئی بات حضور کی خدمت میں عرض کی اور نہ کبھی راقم کو کوئی بات کرنے کی جرأت ہوئی۔ حضور علیہ السلام کی تمام گفتگو نہایت ہمدردانہ اور نہایت مشفقانہ اور مربیانہ تھی۔ لیکن خداداد نبیّانہ رعب کی وجہ سے اس ناچیز کو کبھی کچھ عرض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ یہ میرا اپنا ہی قصور تھا کہ مَیں نے کبھی کوئی التماس نہ کی اور ساری فرحت اور خوشی حضور کے کلمات طیبات کے بادب اور ہمہ تن گوش بن کر سننے میں ہی محسوس کرتا تھا۔ ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سردار فضل حق صاحب مرحوم احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (سابق سندر سنگھ دفعدار) کی نسبت فرمایا تھا کہ اگر کسی شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کی زیارت کرنی ہے تو وہ سردار صاحب کو دیکھ لے۔ انہوں نے دنیا کی دولت کو لات مار کر اسلام کی روکھی روٹیاں قبول کی ہیں۔ پھر لکھتے ہیں کہ میر منشی مرزا جلال الدین صاحب احمدی مرحوم میرے حقیقی پھوپھا تھے اور حضور نے کتاب انجامِ آتھم میں مندرجہ فہرست میں صحابہ 313 میں موصوف کا نام سب سے اوّل پر رکھا ہے۔ ان ہی کے فیضِ صحبت سے اور سید غلام شاہ صاحب مرحوم احمدی سکنہ نورنگ تحصیل کھاریاں اور مولوی برہان الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرحوم احمدی جہلم کے فیضِ صحبت سے احمدیت کی نعمت راقم اور اُس کے والد کو ملی ہے۔ سید صاحب موصوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مولوی صاحب موصوف میرے والد ماجد مرحوم کے استاد بھی تھے۔ مرزا محمد اشرف صاحب پنشنر مہاجر سابق محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان میرے حقیقی پھوپھی زاد تھے۔ انہی ایام میں حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کی خدمت میں کسی صاحب نے عرض کی۔ حضور انور مطبخ خانہ میں کبھی کبھی تشریف لایا کریں۔ اس کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ آپ مجھے معاف رکھیں مَیں وہاں نہیں آ سکتا۔ کیونکہ وہاں حقہ رکھا ہوا ہوتا ہے اور مَیں حقہ کو دیکھ کر سر سے پاؤں تک شرم میں پنہاں ہو جاتا ہوں۔ لیکن مَیں حقہ پینے والوں کو دل سے برا نہیں جانتا۔ پھر فرمایا کہ بعض لوگ بیعت کے واسطے میرے پاس آتے ہیں، اُن کی داڑھی اُسترے سے منڈھی ہوئی ہوتی ہے، اُن کے منہ سے شراب کی بُو آتی ہے اُن کو بھی دل سے برا نہیں جانتا۔ کیونکہ میرا ایمان ہے کہ اگر وہ میرے پاس رہیں گے یا کثرت سے میرے پاس آئیں گے تو خداوند کریم اُن کو ضرور متقی

اور پاک صاف کر دیں گے۔

(رجسٹر روایات صحابہ رجسٹر نمبر 4 روایت حضرت ماسٹر خلیل الرحمن صاحب صفحہ نمبر 121 تا 123 غیر مطبوعہ)

پھر ایک روایت حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی ولد حافظ محمد حسین صاحب سکنہ وزیر آباد، گوجرانوالہ کی ہے، جن کی بیعت 1897ء کی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ قادیان دارالمسیح میں جس مکان میں میاں بشیر احمد صاحب رہتے ہیں جس کا دروازہ مسقّف گلی کے نیچے ہے۔ اُس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چند دوستوں کو جمع فرما کر ایک تقریر فرمائی کہ مَیں نے ہائی سکول اس لئے قائم کیا تھا کہ لوگ وہاں سے علم حاصل کر کے مخلوقِ خدا کو تبلیغِ حق کریں۔ مگر افسوس کہ لوگ انگریزی پڑھ کر اپنے کاروبار پر لگ جاتے ہیں اور میرا مقصود حاصل نہیں ہوتا۔ اس لئے مَیں چاہتا ہوں کہ خالص دینی مدرسہ قائم کیا جائے۔ کوئی ہے جو خدا کے لئے اپنے بچے کو اس سکول میں دینی علم حاصل کرنے کے لئے داخل کرے؟ اُس وقت میرا بیٹا عبیداللہ مرحوم سات آٹھ سال کا تھا۔ اُن دنوں مفتی محمد صادق صاحب مدرسہ احمدیہ کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ اتفاق سے وہ لڑکا اس وقت میرے پاس کھڑا تھا۔ مَیں نے اُس کو حضرت صاحب کے سپرد کر دیا۔ اور اُس وقت مدرسہ احمدیہ میں ایک فضل دین نامی درمیانہ قد ضلع سیالکوٹ کا چپڑاسی تھا۔ حضرت صاحب نے عبیداللہ کو اپنے دستِ مبارک سے پکڑ کر فضل دین کے سپرد کر دیا کہ اِس کو احمدیہ سکول میں لے جا کر داخل کرو۔ الغرض وہی عبیداللہ اس مدرسہ احمدیہ میں مولوی فاضل ہو کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے عہد میں ماریشس بھیجا گیا جو سات سال تبلیغ کر کے واصل باللہ ہو گیا اور خلیفہ ثانی کی زبانِ مبارک سے ہندوستان کا پہلا شہید کا خطاب پا گیا۔ (حضرت مولوی عبیداللہ صاحب ماریشس میں مبلغ تھے۔ وہیں اُن کی وفات ہوئی۔ وہیں اُن کی تدفین ہوئی۔ یہ اُن کا ذکر ہے جو اُن کے والد صاحب کر رہے ہیں)۔

پھر کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سُنا گیا کہ آج گورداسپور میں کرم دین بھیں والے کے مقدمہ کی تاریخ ہے، وہاں حضرت صاحب تشریف لے گئے ہیں اور یہ بھی سُنا گیا کہ جو سرمایہ ہمارے گھر تھا وہ سب خرچ ہو گیا ہے۔ میں یہ سُن کر گورداسپور پہنچا۔ حضور صبح کی نماز کے بعد لیٹے ہوئے تھے اور ایک آدمی دبا رہا تھا۔ مَیں نے بھی جاتے ہی حضور کو دبانا شروع کر دیا۔ چونکہ اِن دنوں طاقتور تھا اور ہمیشہ سے اپنے سابق استادوں کی خدمت کا شرف حاصل تھا گویا مجھے مٹھی چاپی کرنے کی عادت تھی۔ مَیں نے اسی طرح دبانا شروع کیا۔ حضرت صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کو میرا دبانا محسوس ہوا۔ فوراً منہ سے چادر اُٹھا کر میری طرف دیکھ کر بدیں الفاظ ارشاد فرمایا۔ حافظ صاحب آپ راضی ہیں؟ خوش ہیں؟ کب آئے ہیں؟ مَیں نے عرض کیا کہ حضور ابھی آیا ہوں۔ مگر لکھتے ہیں کہ جو بات ذکر کے لائق ہے اور جس کی خوشی میرے دل میں آج تک موجزن ہے وہ یہ ہے کہ مَیں نے عرض کیا کہ حضور مجھے پہچانتے ہیں؟ فرمایا کیا حافظ جی! مَیں آپ کو بھی نہیں پہچانتا؟ یہ لفظ سنتے ہی مَیں خوشی سے چشمِ پُرآب ہو گیا۔ چونکہ حضور نے فرمایا ہوا تھا کہ جو مجھے پہچانتا ہے اور جس کو مَیں پہچانتا ہوں وہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔ پھر کہتے ہیں حال پُرسی کی باتیں ہوتی رہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد کچھ اور آدمی بھی جمع ہو گئے اور سلسلہ گفتگو میں اتفاقاً یہ ذکر آ گیا کہ چوہدری حاکم علی صاحب پنیاری نے ذکر کر دیا کہ حضور آج جمعہ ہے۔ (چوہدری حاکم علی صاحب نو پنیار کے تھے) کہ حضور آج جمعہ ہے اور مولوی عبدالکریم صاحب نہیں آئے تو جمعہ کون پڑھائے گا۔ تو حضور نے بلا تامّل فرما دیا کہ یہ ہمارے حافظ صاحب جو ہیں، وزیر آبادی یہ پڑھائیں گے (یہ ان کا ذکر ہے)۔ میں یہ سُن کر کچھ بول نہ سکا۔ ایسا مرعوب ہو گیا کہ اس خیال سے کہ مَیں اس مامورِ خدا کے سامنے گناہگار آدمی ہوں، کیا کروں گا؟ اور کس طرح کھڑا ہوں گا؟ پھر دل میں خیال آیا کہ خیر ابھی جمعہ کا وقت دور ہے شاید اور کوئی شخص تجویز ہو جائے۔ آخر جمعہ کا وقت آ گیا اور صفیں باندھ کر نمازی بیٹھ گئے۔ مَیں ایک صف میں ڈرتا ہوا شمال کی طرف بیٹھ گیا۔ آخر اذان ہو گئی۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ حافظ صاحب کہاں ہیں؟ آخر کسی شخص نے مجھے حاضرِ حضور کر دیا۔ مَیں نے حضور کے کانِ مبارک کے قریب ہو کر آہستہ آواز سے عرض کیا کہ حضور! مَیں گناہگار ہوں۔ مجھے جرأت نہیں کہ مَیں حضور کے آگے کھڑا ہو کر کچھ بیان کر سکوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ نہیں، آپ آگے ہو جائیں۔ مَیں آپ کے لئے دعا کروں گا۔ گویا مجھے مصلّے پر کھڑا کر دیا۔ آخر مَیں نے متوکلاً علی اللہ خطبہ شروع کر دیا اور سورۃ فرقان کی تَبَارَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْرًا (الفرقان:2) کی چند آیتیں پڑھیں اور جو کچھ خدا تعالیٰ نے توفیق دی، سنایا۔ مَیں اُس وقت دیکھ رہا تھا کہ حضور علیہ السلام میرے لئے دعا فرما رہے ہیں اور میرا سینہ کھلتا گیا۔ اُس دن سے آج تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے کبھی کسی بحث میں یا تقریر میں کبھی نہیں جھجکا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔ مَیں اسی کا نتیجہ سمجھتا ہوں کہ جب مَیں نومبر 1933ء میں ہجرت کر کے آیا ہوں تو مجھے مسجد اقصیٰ کی امامت کی خدمت سپرد ہوئی۔

(رجسٹر روایات صحابہ رجسٹر نمبر 4 روایت حضرت غلام رسول صاحب وزیر آبادی صفحہ نمبر 129 تا 131 غیر مطبوعہ)

پھر یہ اپنا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مَیں نے قادیان پہنچ کر اپنے مقدمات کا ذکر کیا کہ مخالفین نے جھوٹے مقدمات کر کے اور جھوٹی قسمیں کھا کھا کر میرا مکان چھین لیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ حافظ صاحب! لوگ لڑکوں کی شادی اور ختنے پر مکان برباد کر دیتے ہیں، آپ کا مکان اگر خدا کے لئے گیا ہے تو جانے دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور اس سے بہتر دے دے گا۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ پاک الفاظ سنتے ہی میرے دل سے وہ خیال ہی جاتا رہا کہ میرا مکان چھن گیا ہے۔ اور پھر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس مقدس بستی قادیان میں جگہ دی اور مکان اس سے کئی درجے بہتر دے دیا۔ بیوی بھی دی، اولاد بھی دی۔

پھر لکھتے ہیں کہ اس ضمن میں ایک اور بات بھی یاد آئی ہے لکھ دیتا ہوں کہ شاید کوئی سعید فطرت فائدہ اٹھائے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد ایک دن مسجد مبارک میں خواجہ کمال الدین صاحب نے کہا مدرسہ احمدیہ میں جو لوگ پڑھتے ہیں وہ مُلّاں بنیں گے۔ وہ کیا کر سکتے ہیں؟ (بڑے فخر سے خواجہ صاحب نے کہا کہ تبلیغ کرنا ہمارا (یعنی خواجہ صاحب جیسے لوگوں کا) کام ہے۔) پھر کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ مدرسہ احمدیہ اُٹھا دینا چاہئے (یعنی ختم کر دینا چاہئے)۔ لکھتے ہیں کہ اُس وقت حضرت محمود اولوالعزم (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مرزا محمود احمد) بیٹھے تھے وہ کھڑے ہو گئے (خلیفہ اول کے زمانے کی بات ہے) اور اپنی اس اولوالعزمی کا اظہار فرمایا کہ اس سکول کو یعنی مدرسہ احمدیہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قائم فرمایا ہے یہ جاری رہے گا اور انشاء اللہ اس میں علماء پیدا ہوں گے اور تبلیغِ حق کریں گے۔ یہ سنتے ہی خواجہ صاحب تو مبہوت ہو گئے اور مَیں اُس وقت یہ خیال کرتا تھا کہ خواجہ صاحب کو یقین ہو گیا ہے کہ ہم اپنے مطلب میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ اور دیکھنے والے اب جانتے ہیں کہ اسی سکول کے تعلیم یافتہ فضلاء دنیا میں تبلیغِ احمدیت کر رہے ہیں۔ جو کہتے تھے کہ مسیح موعود کا ذکر کرنا سُمّ قاتل ہے اُنہی کے حق میں سُمّ قاتل ثابت ہوا۔ (رجسٹر روایات صحابہ رجسٹر نمبر 4 روایت حضرت غلام رسول صاحب وزیر آبادی صفحہ نمبر 132 تا 133 غیر مطبوعہ)

لکھتے ہیں کہ ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیر کو نکلے تو خاکسار اور چند آدمی بھی ساتھ تھے۔ اُن میں سے ایک شخص مستری نظام الدین صاحب سابق سیکرٹری جماعت احمدیہ سیالکوٹ کے تھے جو ابھی تک بفضلِ خدا زندہ ہیں، انہوں نے مجھے کہا کہ حضرت صاحب آپ کے ساتھ بڑی شفقت سے پیش آتے ہیں اس لئے یہ عرض کہ پہلی تفسیریں تو کچھ ساقط الاعتبار ہو گئی ہیں (پہلی تفسیریں اب خاموش ہیں، اتنی زیادہ واضح نہیں ہیں اور نئے زمانے کے لحاظ سے بھی نہیں ہیں) تو اب مکمل تفسیر قرآنِ کریم کی حضور لکھ دیں۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں درخواست کریں کہ پہلی تفسیروں کا زمانہ تو اب گزر گیا حضور اپنی مکمل تفسیر لکھیں۔) چنانچہ مَیں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تو حضور نے فرمایا کہ حافظ صاحب! جو میرے رستے میں آیات قابلِ بیان اور قابلِ تفسیر آئی ہیں موجودہ زمانے کے لئے، وہ مَیں نے لکھ دی ہیں۔ اگر مَیں یا ہم مکمل تفسیر لکھیں تو ممکن ہے کہ آئندہ زمانے میں اور بہت سے معترض پیدا ہو جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ اِن معترضین کے جواب کے لئے کوئی اور بندہ اپنی طرف سے کھڑا کر دے۔ مَیں یہ جواب سن کر خاموش ہو گیا اور مستری نظام الدین صاحب بھی سن رہے تھے، وہ بھی خاموش ہو گئے۔ (انہوں نے فرمایا کہ آئندہ زمانے کے ساتھ ساتھ قرآنِ کریم کی تفسیریں آتی رہیں گی۔)

(رجسٹر روایات صحابہ رجسٹر نمبر 4 روایت حضرت غلام رسول صاحب وزیر آبادی صفحہ نمبر 134 غیر مطبوعہ)

پھر ایک روایت خان صاحب منشی برکت علی صاحبؓ ولد محمد فاضل صاحب کی ہے۔ یہ ڈائریکٹر جنرل انڈین میڈیکل سروس کے ملازم تھے۔ یہ قادیان میں ناظر بیت المال بھی رہے ہیں۔ 1901ء میں انہوں نے بیعت کی تھی اور 1901ء میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کی۔ کہتے ہیں کہ جہاں تک مجھے یاد ہے، سب سے پہلے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر 1900ء کے شروع میں سننے کا اتفاق ہوا۔ جبکہ اتفاقاً مجھے شملہ میں چند احمدی احباب کے پڑوس میں رہنے کا موقع ملا۔ اُن دوستوں سے قدرتی طور پر حضور کے دعویٰ مسیحیت اور وفاتِ مسیح ناصری کے متعلق سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ مَیں اگرچہ بڑی سختی سے اُن کی مخالفت کیا کرتا تھا۔ مگر بیہودہ گوئی اور طعن وطنز سے ہمیشہ احتراز کرتا تھا۔ (وفاتِ مسیح پر مَیں یقین نہیں رکھتا تھا۔ لیکن کہتے ہیں کہ اس کے باوجود طعن اور طنز سے ہمیشہ احتراز کرتا تھا۔ آج کل بلکہ ہمیشہ سے ہی مخالفین کا جو یہ طریقہ رہا ہے کہ گالم گلوچ پر آ جاتے ہیں۔ لیکن یہ نیک فطرت تھے، کہتے ہیں میں طعن وطنز سے ہمیشہ احتراز کرتا تھا)۔ آہستہ آہستہ مجھے خوش اعتقادی پیدا ہوتی گئی۔ (آہستہ آہستہ مجھے بھی اس بات پر اعتقاد ہوتا گیا)۔ حضور کا اُنہی دنوں میں پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے ساتھ بھی بحث ومباحثہ جاری تھا۔ حضور نے اس بات پر زور دیا کہ مقابلہ میں قرآنِ شریف کی عربی تفسیر لکھی جاوے۔ اور وہ اس طرح کہ بذریعہ قرعہ اندازی کوئی سورۃ لے لی جاوے اور فریقین ایک دوسرے کے بالمقابل بیٹھ کر عربی میں تفسیر لکھیں۔ کیونکہ قرآنِ کریم کا دعویٰ ہے کہ لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ (الواقعہ: 80)۔ ایک کاذب اور مفتری پر اس کے حقائق اور معارف نہیں کھل سکتے۔ اس لئے اس طرح فریقین کا صدق وکذب ظاہر ہو سکتا ہے۔ ان ہی ایام میں پیر صاحب کی طرف سے ایک اشتہار شائع ہوا جس میں حضرت مسیح موعود کی طرف چوبیس باتیں منسوب کر کے یہ استدلال کیا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (نعوذ باللہ) ملحد اور اسلام سے خارج ہیں۔ اس اشتہار میں اکثر جگہ حضور کی تصانیف سے اقتباسات نقل کئے گئے تھے۔ کہتے ہیں کہ مَیں عموماً فریقین کے اشتہارات دیکھتا رہتا تھا۔ (ابھی احمدی نہیں ہوا تھا لیکن

فریقین کے دونوں طرف سے اشتہار دیکھتا رہتا تھا)۔ مذکورہ بالا اشتہار کے ملنے پر جو غیر احمدیوں نے مجھے دیا تھا مَیں نے احمدی احباب سے استدعا کی کہ وہ مجھے اصل کتب لا کر دیں تا کہ مَیں خود مقابلہ کر سکوں۔ مقابلہ کرنے پر مجھے معلوم ہوا کہ بعض حوالے گو صحیح تھے مگر اکثر میں انہیں توڑ مروڑ کر اپنا مدعا ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ (اور یہی حال آج بھی ہے۔ اب مخالفین نے ایک نئی مہم شروع کی ہوئی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب سے حوالے دیئے جاتے ہیں اور اُن کو توڑ مروڑ کر پھر اس سے اشتہار لگا کر یا پھر بڑے بڑے پوسٹر بنا کے یا جماعت کے خلاف کتابچہ شائع کر کے حضرت مسیح موعود کے خلاف دریدہ دہنی کی جاتی ہے اور ہمارا جو پروگرام ہے ''راہِ ھدیٰ'' اور اس کی اب ویب سائٹ بھی شروع ہوگئی ہے، اُس میں اس کے جواب آ رہے ہیں، اور اصل حوالے اور اصل کتب کا حوالہ دیا جاتا ہے کہ جا کے دیکھیں تو خود پتہ لگ جائے۔ اس سے بھی اب بعض ایسے لوگ جنہوں نے اس طرح جائزہ لینا شروع کیا تو اللہ کے فضل سے اس کے نتیجہ میں بیعتیں بھی ہو رہی ہیں۔ تو یہ اعتراضات، یہ حربہ مولویوں کا ہمیشہ سے رہا ہے۔ یہ آج کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ بعض دفعہ لوگ گھبرا جاتے ہیں۔ اسی طرح جو ویب سائٹ شروع ہوئی ہیں، اِن کے انچارج آصف صاحب ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ لوگوں نے بڑی بھرمار کر دی ہے اور ہمارے جواب اُس طرح نہیں جا سک رہے۔ تو مَیں نے اُن کو یہی کہا تھا آپ کچھ دیر انتظار کریں یہ لوگ خود ہی جھاگ کی طرح بیٹھ جائیں گے۔ اور یہی ہوا۔ اُس میں اعتراضات کی جو بھرمار تھی ان پر جب ہماری طرف سے جوابات کی اس طرح ہی بھرمار ہوئی ہے تو آہستہ آہستہ خاموش ہو کے بیٹھ گئے۔ بلکہ اب انہوں نے اپنے جو دوسرے سائٹس ہیں ان میں یہ پیغام دینا شروع کر دیا ہے کہ راہ ہدیٰ کی جو ویب سائٹ ہے اس پر کوئی نہ جائے۔ اس میں یہ ہمیں صحیح طرح access نہیں دیتے حالانکہ خود اُن کے پاس جواب نہیں ہیں۔ کیونکہ مایوس ہو چکے ہیں اس لئے دوسروں کو بھی روک رہے ہیں۔ بہرحال ہمیشہ سے ہی یہ طریق رہا ہے) تو کہتے ہیں کہ مَیں نے جب کتابیں کھول کے یہ دیکھا، تو حوالے تو دیئے ہوئے تھے لیکن توڑ مروڑ کر اُن کو پیش کیا گیا تھا۔

پھر آگے لکھتے ہیں کہ پیر مہر علی شاہ صاحب کے مقابلے میں تفسیر نویسی کے منظور نہ کرنے پر حضور نے اعجاز المسیح رقم فرمائی اور اس میں چیلنج دیا کہ پیر صاحب اتنے عرصے کے اندر اندر اس کتاب کا جواب تحریر کریں۔ پیر صاحب نے عربی میں تو کچھ نہ لکھا گو مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ انہوں نے اردو میں ایک کتاب لکھی تھی جو بعد میں سرقہ ثابت ہوئی (وہ بھی چوری کی ثابت ہوئی)۔ کہتے ہیں بہرحال اس کشمکش میں میری طبیعت سلسلہ عالیہ احمدیہ کی جانب زیادہ مائل ہوتی گئی۔ پھر مَیں نے خیال کیا کہ احادیث کا تو ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے جس پر عبور کرنا مشکل ہے مگر احمدی احباب اکثر قرآنِ کریم کے حوالہ جات دیتے رہتے ہیں اس لئے بہتر ہوگا کہ قرآنِ کریم کا شروع سے آخر تک بنظرِ غائر مطالعہ کیا جائے۔ چنانچہ گو میں عربی نہیں جانتا تھا مگر مَیں نے ایک اور دوست کے ساتھ مل کر قرآنِ کریم کا اردو ترجمہ پڑھا اور اس کے مطالعہ سے مجھے معلوم ہوا کہ قرآنِ کریم میں ایک دو نہیں، بیس تیس نہیں بلکہ متعدد آیات ایسی ہیں جن سے وفاتِ مسیح کا استدلال کیا جا سکتا ہے۔

پھر لکھتے ہیں کہ 1901ء کے شروع میں جب مردم شماری ہونے والی تھی حضور نے ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں درج تھا کہ جو لوگ مجھ پر دل میں ایمان رکھتے ہیں گو ظاہراً بیعت نہ کی ہو وہ اپنے آپ کو احمدی لکھوا سکتے ہیں۔ اُس وقت مجھے اس قدر حسنِ ظن ہو گیا تھا کہ مَیں تھوڑا بہت چندہ بھی دینے لگ گیا تھا اور گو مَیں نے بیعت نہ کی تھی لیکن مردم شماری میں اپنے آپ کو احمدی لکھوا دیا۔ مجھے خواب میں ایک روز حضور علیہ السلام کی زیارت ہوئی۔ صبح قریباً چار بجے کا وقت تھا۔ مجھے معلوم ہوا کہ حضور برابر والے کمرے میں احمدیوں کے پاس آئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ مَیں حضور سے شرفِ ملاقات حاصل کرنے کے لئے اس کمرے میں گیا اور جا کر السلام علیکم عرض کی۔ حضور نے جواب دیا وعلیکم السلام اور خواب میں فرمایا کہ برکت علی! تم ہماری طرف کب آؤ گے؟ مَیں نے عرض کی حضرت! اب آ ہی جاؤں گا۔ حضور اس وقت چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ جسم ننگا تھا (اوپر سے ننگے تھے)۔ سر کے بال لمبے تھے اور اُس وقت کے چند روز بعد مَیں نے تحریری بیعت کر لی۔ یہ نظارہ مجھے اب تک ایسا ہی یاد ہے جیسا کہ بیداری میں ہوا ہو۔ اس کے بعد جلسہ سالانہ کے موقع پر مَیں نے دارالامان میں حاضر ہو کر دستی بیعت بھی کر لی۔ اُس وقت مَیں نے دیکھا کہ حضور کی شبیہ مبارک بالکل ویسی ہی تھی جیسی کہ مَیں نے خواب میں دیکھی تھی اور اُس سے کچھ عرصہ بعد اتفاقاً اس مہمان خانے میں اترا ہوا تھا جس میں اب حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے ابن حضرت مسیح موعود علیہ السلام سکونت پذیر ہیں۔ مَیں ایک چارپائی پر بیٹھا تھا کہ سامنے چھت پر غالباً کسی ذرا اونچی جگہ پر حضور آ کر تشریف فرما ہوئے۔ نہا کر آئے تھے۔ بال کھلے ہوئے تھے اور اوپر کا جسم ننگا تھا۔ یہ شکل خصوصیت سے مجھے ویسی ہی معلوم ہوئی جو مَیں خواب میں دیکھا چکا تھا اور مجھے مزید یقین ہو گیا کہ یہ خواب اللہ تعالیٰ نے میری ہدایت کے لئے مجھے دکھلائی ہے۔ (رجسٹر روایات صحابہ رجسٹر نمبر 4 روایت حضرت منشی برکت علی صاحب صفحہ نمبر 136 تا 139 غیر مطبوعہ)

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مسجد مبارک سے حضور غالباً نماز ظہر سے فارغ ہو کر کھڑکی کے راستے اندر تشریف لے جا رہے تھے تو حسبِ دستور احباب نے آپ کو گھیر لیا۔ کوئی ہاتھ چومتا تھا، کوئی جسمِ اطہر کو ہاتھ لگا کر اسے منہ اور سینے پر ملتا تھا۔ مَیں بھی اُن میں شامل تھا۔ اتنے میں حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول قریب سے گزرے، اور فرمانے لگے، ''اخلاص چاہئے، اخلاص''۔ میرے دل نے گواہی دی کہ بیشک ظاہرداری کوئی چیز نہیں جب تک اس کے ساتھ اخلاص نہ ہو۔ (صرف چومنا اور ہاتھ لگانا کوئی چیز نہیں جب تک اخلاص نہ ہو۔ یہی حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے ان کو سبق دیا)۔ چنانچہ اُس وقت سے مَیں ہمیشہ اس کوشش میں رہا ہوں کہ خدا کے فضل سے اخلاص کے ساتھ تعلق قائم رہے۔

لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ مسجد مبارک میں نماز ظہر کے بعد جبکہ حضور علیہ السلام مسجد میں تشریف فرما تھے کسی نے عرض کی کہ دو تین آریہ صاحبان ملاقات کی خواہش رکھتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے انہیں اندر بلا لیا اور گفتگو شروع ہوگئی۔ نجات کے متعلق ذکر آنے پر مَیں نے دیکھا کہ حضور کا رعب اس قدر غالب تھا کہ آریہ دوست کھل کر بات بھی نہیں کر سکتے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے بیان کیا کہ نجات کے لئے ویدوں کا ماننا ضروری نہیں بلکہ جو اچھے کام کرے گا نجات پا جائے گا۔ (رجسٹر روایات صحابہ رجسٹر نمبر 4 روایت حضرت منشی برکت علی صاحب صفحہ نمبر 140 تا 141 غیر مطبوعہ)

لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ مسجد اقصیٰ میں مجھے نماز جمعہ پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ نماز حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ نے پڑھائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لا کر قبر کے نزدیک بیٹھ گئے۔ (وہاں مسجد اقصیٰ میں اُن کے والد کی جو قبر ہے)۔ مَیں بھی موقع پا کر پاس ہی بیٹھ گیا اور نماز میں حضور کی حرکات کو دیکھتا رہا کہ حضور کس طرح نماز ادا فرماتے ہیں۔ حضور نے قیام میں اپنے ہاتھ سینے کے اوپر باندھے مگر انگلیاں کہنی تک نہیں پہنچتی تھیں۔ آپ کی گردن ذرا دائیں طرف جھکی رہتی تھی۔ نماز کے بعد یہ مسئلہ پیش ہو گیا کہ کیا نمازِ جمعہ کے ساتھ عصر بھی شامل ہو سکتی ہے یا نہیں؟ چنانچہ حضور کے ارشاد کے مطابق اُس دن نمازِ عصر جمعہ کے ساتھ جمع کر کے ادا کی گئی۔

حضور کے آخری ایام میں جماعت بفضلہٖ تعالیٰ ترقی کر گئی تھی اور چھ سات سو احباب جلسہ سالانہ پر تشریف لاتے تھے۔ (اُس وقت کے صحابہ یہ جماعت کی ترقی کی باتیں کر رہے ہیں کہ چھ سات سو احباب جلسے پر تشریف لاتے تھے) لکھتے ہیں کہ ایک بار ہمیں بتلایا گیا کہ حضور کا منشاء ہے کہ سب دوست بازار میں سے گزریں تا کہ غیر احمدی اور ہندو وغیرہ خدا کی وحی کو پورا ہوتے ہوئے مشاہدہ کر لیں کہ کس طرح دور دور سے لوگ ہماری طرف کھنچے چلے آ رہے ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (اور آج کل کے احمدیوں کو اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر کتنی زیادہ حمد کرنی چاہئے۔ اُس زمانے کے بزرگوں کی نسلیں بھی آج دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں اور خود اُن کی ایک ایک کی نسلیں بھی سینکڑوں میں پہنچی ہوئی ہیں اور اس کے علاوہ جو نئے شامل ہو رہے ہیں وہ تو ہیں ہی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا فرما رہے ہیں کہ قادیان کی گلیوں میں پھرو تا کہ اظہار ہو کہ ہم کتنی تعداد میں ہو گئے ہیں، اور آج دنیا جانتی ہے اور اخباروں میں لکھا جاتا ہے، ٹیلی ویژن پروگرام کئے جاتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کیا چیز ہے؟ اس لئے اللہ تعالیٰ کا ہم جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے)۔

پھر لکھتے ہیں کہ اس وقت یہ عام دستور تھا کہ مہمان روانگی سے قبل حضور سے رخصت حاصل کر کے واپس جاتے تھے۔ چنانچہ ایک بار مَیں نے بھی شام کے وقت رقعہ بھجوا کر اجازت چاہی۔ حضور نے جواباً ارشاد فرمایا کہ اجازت ہے مگر صبح جاتے ہوئے مجھے اطلاع دیں۔ حسب الحکم اگلی صبح روانہ ہونے سے قبل اطلاع کی گئی تو حضور بنفسِ نفیس رخصت کرنے کو تشریف لائے۔ اَور بھی کئی دوست ہمراہ تھے۔ حضور علیہ السلام کچی سڑک کے موڑ تک ہمارے ساتھ تشریف لے گئے۔ راستے میں مختلف باتیں ہوتی رہیں۔ مَیں نے دیکھا کہ حضور نہایت اطمینان سے چل رہے تھے اور بظاہر نہایت معمولی چال سے، مگر وہ دراصل کافی تیز تھی۔ اکثر خدام کو کوشش کر کے ساتھ دینا پڑتا تھا۔ بچے تو بھاگ کر شامل ہوتے تھے۔

پھر لکھتے ہیں کہ غالباً 1900ء میں جبکہ تقسیمِ بنگال کا بڑا چرچا تھا مَیں نے اس بات کو مدّنظر رکھ کر ایک مضمون حقوقِ انسانی پر لکھا۔ حضور علیہ السلام بغاوت کو بالکل پسند نہ فرماتے تھے اور اپنی جماعت کو بھی وفادار رہنے کی ہدایت فرماتے رہتے تھے۔ اِن احکامات کی روشنی میں مَیں نے مضمون لکھ کر حضور کی خدمت میں

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

M/S ALLIA EARTH MOVERS

(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L&T Komatsu PC-300,200.

Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis

Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221

Tel.: 0671 - 2112266,Mob: 9437078266/ 9437032266/
9438332026/943738063

بھیجا کہ اگر حضور علیہ السلام پسند فرماویں تو اس مضمون کو اخبار میں اشاعت کے لئے بھجوا دیں۔ چنانچہ اسے حضور نے البدر میں شائع کروا دیا۔

آج کل کے حالات میں بھی جو بعض ملکوں میں ہیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ بغاوت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پسند نہیں فرمایا بلکہ بغاوت کے خلاف جو مضمون آیا اُسے شائع فرمایا۔

پھر لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ بعد نماز مغرب حضور شاہ نشین پر بیٹھے تھے۔ کسی دوست نے عرض کی کہ تحصیل دار صاحب علاقہ صبح مینارہ کی تعمیر کے سلسلہ میں موقع دیکھنے کے لئے آ رہے ہیں۔ حضور علیہ السلام منارۃ المسیح بنوانا چاہتے تھے (اُس کے بننے سے پہلے کا واقعہ ہے) مگر قادیان کے ہندو وغیرہ اس کی مخالفت کر رہے تھے۔ اور انہوں نے سرکار میں درخواست دی ہوئی تھی کہ مینارہ بنانے کی اجازت نہ دی جاوے۔ حضور علیہ السلام نے تحصیل دار کی آمد کے متعلق سن کر فرمایا کہ بہت اچھا۔ ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ اُن کا مناسب استقبال کریں اور اُنہیں موقع دکھاویں۔ (جو مختلف احمدی لوگ ہیں وہ جائیں۔ اچھی طرح تحصیلدار کا استقبال کریں۔ اُس کو موقع دکھائیں۔) پھر فرمایا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہے کہ مینارہ ضرور تعمیر ہوگا اس کو کوئی نہیں روک سکتا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تعمیر ہوا۔

پھر لکھتے ہیں کہ حضور علیہ السلام عام طور پر محفل میں کس طرح بیٹھتے تھے یا کس طرح چلتے تھے۔ اس بارہ میں کہتے ہیں کہ مَیں نے حضور کی محفل میں دیکھا ہے کہ حضور کی آنکھیں نیچے جھکی ہوئی ہوتی تھیں اور قریباً بند معلوم ہوتی تھیں۔ مگر جب کبھی حضور میری جانب نظر اُٹھا کر دیکھتے تھے تو مَیں برداشت نہیں کر سکتا تھا اور اپنی نظر نیچی کر لیتا تھا۔ (رجسٹر روایات صحابہ رجسٹر نمبر 4 روایت حضرت منشی برکت علی صاحب صفحہ نمبر 142 تا 144 غیر مطبوعہ)

لکھتے ہیں کہ غالباً آخری دنوں کا واقعہ ہے کہ مَیں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی معرفت عریضہ ارسال کیا اور ملاقات کی خواہش کی۔ موصوف اُس وقت سترہ اٹھارہ سال کی عمر کے تھے۔ حضور علیہ السلام نے اجازت مرحمت فرمائی اور اوپر کمرے میں بلوا لیا۔ مَیں نے حضور سے عرض کیا کہ مَیں غیر احمدی ہونے کی حالت میں دفتر میں ایک فنڈ میں شامل تھا جس کا نام Fortune Fund تھا۔ پندرہ سولہ آدمی تھے۔ آٹھ آنے ماہوار چندہ لیا جاتا تھا۔ فراہم شدہ رقم سے لاٹری ڈالی جاتی تھی اور منافع تقسیم کر لیا جاتا تھا۔ یہ کام احمدی ہونے کے بعد تک جاری رہا۔ چنانچہ ایک دفعہ ہمارے نام تقریباً ایک لاکھ پندرہ ہزار روپے کی لاٹری نکلی۔ اور قریباً ساڑھے سات ہزار روپیہ میرے حصے میں آیا۔ (تو اب احمدی ہونے کے بعد پوچھ رہے ہیں کہ) مجھے خیال ہوا کہ کیا یہ امر جائز بھی ہے؟ حضور سے دریافت کرنے پر جواب ملا کہ ''یہ جائز نہیں''۔ (یہ لاٹری وغیرہ کا جو طریقہ ہے) اس رقم کو اشاعتِ اسلام وغیرہ پر خرچ کر دینا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی چیز حرام نہیں۔ پھر انہوں نے اُس کو کچھ چندے میں دیا۔ کچھ غرباء میں تقسیم کیا۔

(رجسٹر روایات صحابہ رجسٹر نمبر 4 روایت حضرت منشی برکت علی صاحب صفحہ نمبر 146 تا 147 غیر مطبوعہ)

پھر ایک روایت حضرت محمد اسماعیل صاحب ولد مکرم مولوی جمال الدین صاحب سکنہ سیکھواں ضلع گورداسپور کی ہے، جنہوں نے 1904ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کی۔ پیدائشی احمدی تھے۔ کہتے ہیں مَیں قریباً بیس سال کا تھا کہ گورداسپور میں کرم دین جہلمی جو دراصل بھیں ضلع جہلم کا تھا، کے مقدمہ کا حکم سنایا جانا تھا۔ مَیں ایک دن پہلے اپنے گاؤں سے وہاں پہنچ گیا۔ وہاں پر ایک کوٹھی میں حضور علیہ السلام بھی اترے ہوئے تھے (یعنی وہاں ٹھہرے ہوئے تھے)۔ گرمی کا موسم تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ادھر کے ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاں پر میرے والد صاحب میاں جمال الدین صاحب، میاں امام دین صاحب سیکھوانی اور چودھری عبدالعزیز صاحب بھی موجود تھے۔ مَیں نے جا کر حضور کو پنکھا جھلنا شروع کر دیا۔ حضور نے میری طرف دیکھا اور میرے والد میاں جمال الدین صاحب کی طرف اشارہ کر کے مسکرا کر فرمایا کہ میاں اسماعیل نے بھی آ کر ثواب میں سے حصہ لے لیا ہے۔ حضور کا معمولی اور ادنیٰ خدمت سے خوش ہو جانا اب بھی مجھے یاد آتا ہے تو طبیعت میں سرور پیدا ہوتا ہے۔

(رجسٹر روایات صحابہ رجسٹر نمبر 4 روایت حضرت محمد اسماعیل صاحب صفحہ نمبر 150 غیر مطبوعہ)

محمد اکبر صاحب ولد اخوند رحیم بخش صاحب قوم پٹھان اورکزئی سکنہ ڈیرہ غازی خان لکھتے ہیں کہ خاکسار کے والد صاحب کے چچا اخوند امیر بخش خان ضلع مظفر گڑھ میں سَب انسپکٹر پولیس تھے۔ خاکسار کے احمدی ہو جانے کے بعد وہ پنشن پا کر اپنے گھر ڈیرہ غازی خان آ گئے۔ اُن دنوں جماعت احمدیہ ڈیرہ غازی خان کے سرکردہ مولوی عزیز بخش صاحب بی۔اے تھے جو مولوی محمد علی صاحب (جو بعد میں پیغامیوں کے امیر بنے تھے) کے بڑے بھائی تھے۔ وہ مولوی عزیز بخش صاحب اس وقت ڈیرہ غازی خان میں سرکاری ملازم تھے۔ جس محلے میں وہ رہتے تھے وہاں ایک مسجد تھی جو ویران پڑی رہتی تھی۔ جماعت احمدیہ نے اُسے مرمت وغیرہ کر کے آباد کیا اور اُس میں نماز پڑھنی شروع کر دی۔ ایک غیر احمدی مولوی فضل الحق نامی نے اس محلے میں آ کر کرایہ کے مکان میں رہائش اختیار کی اور محلے کے لوگوں کو اُکسایا (اُس وقت بھی وہی کام ہوتا تھا آج بھی وہی کام ہو رہا ہے) کہ احمدیوں کو اس مسجد سے نکالنا چاہئے اور اس مسجد میں چند طلباء جمع کر کے اُن کو پڑھانا شروع کر دیا۔ (مدرسے کا یہ جو نظریہ ہے اور مدرسے کے لڑکوں کے ذریعے جلوس نکالنا اور توڑ پھوڑ کرنا، یہ آج بھی اُسی طرح جاری ہے)۔ کہتے ہیں کہ طلباء کو جمع کر کے اُن کو پڑھانا شروع کر دیا اور نماز کے وقت وہ اپنی جماعت علیحدہ کرانے لگا اور مسجد میں وعظوں کا بھی سلسلہ شروع کر دیا۔ خاکسار کے رشتے کے چچا اخوند امیر بخش خان مذکور نے شہر ڈیرہ غازی خان کے سب انسپکٹر پولیس کو اُکسایا کہ وہ رپورٹ کرے کہ اس محلّہ میں احمدیوں اور غیر احمدیوں میں فساد کا اندیشہ ہے، فریقین کے سرکردوں سے ضمانت لی جانی چاہئے۔ (پہلے تو یہاں مسجد ویران پڑی تھی کوئی آتا نہیں تھا جب احمدیوں نے ٹھیک کر کے، مرمت کر کے آباد کر لی تو سارا فساد شروع ہو گیا)۔ کہتے ہیں کہ خاکسار نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور ایک عریضہ لکھا جس میں اپنے رشتے کے دادا صاحب مذکور کی مخالفت کا ذکر کیا اور لکھا کہ اس کو اس قدر عناد ہے کہ اگر اس کا بس چلے تو خاکسار کو قتل کر دے۔ اور جماعت کے متعلق پولیس سے جو اس نے رپورٹ کرائی تھی اُس کا بھی ذکر کیا اور دعا کی درخواست کی۔ حضور نے ازراہِ ذرہ نوازی کمال شفقت سے خود اپنے مبارک ہاتھ سے اس عاجز کے عریضے کی پشت پر جواب رقم فرما کر وہ خط خاکسار کو بذریعہ ڈاک واپس بھیج دیا۔ حضور کے جواب کا مفہوم یہ تھا (اصل الفاظ نہیں)۔ مفہوم یہ تھا کہ ہمیں گھبرانا نہیں چاہئے اور پھر دعا فرمائی کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا جلد نیک نتیجہ ظاہر ہوگا اور جماعت کو چاہئے کہ ضمانت ہرگز نہ دیوے۔ (اس مسجد کے لئے کسی قسم کی ضمانت نہیں دینی یا پارٹی بن کے ضمانت نہیں دینی)۔ اگر مسجد چھوڑنی پڑے تو چھوڑ دی جاوے اور کسی احمدی کے مکان پر باجماعت نماز کا انتظام کر لیا جاوے۔ مگر جماعت کے کسی فرد کو ضمانت ہرگز نہیں دینی چاہئے۔ لکھتے ہیں کہ یہ خط خاکسار کے پاس محفوظ تھا۔ غالباً مولوی عزیز بخش صاحب نے خاکسار سے لے لیا تھا اور واپس نہ کیا اس لئے سامنے نہیں۔ (مفہوم انہوں نے یہ بیان کیا)۔ پھر کہتے ہیں کہ حضور کے اس جواب کے آنے کے تھوڑے دنوں کے بعد اس عاجز کے دادا مذکور بیمار ہو گئے اور چند دن بیمار رہ کر وہ فوت ہو گئے۔ جو رپورٹ سب انسپکٹر پولیس نے کی تھی وہ سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے پاس بمراد انتظام مناسب بھیج دی۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے ایک مسلمان ای۔اے۔سی کو مقرر فرمایا کہ وہ احمدیوں اور غیر احمدیوں میں مصالحت کرا دے۔ چنانچہ وہ کئی ماہ مسلسل کوشش کرتا رہا کہ مصالحت ہو جائے مگر کامیابی نہ ہوئی۔ (ان لوگوں سے تو فیصلہ نہیں ہوا لیکن خدا تعالیٰ نے جو فیصلہ کیا وہ بھی عجیب ہے)۔ آخر دریائے سندھ کی طغیانی سے وہ حصہ شہر کا غرق ہو گیا۔ (دریائے سندھ میں سیلاب آیا اور شہر کا وہ حصہ ہی غرق ہو گیا جس میں مسجد تھی) اور مسجد گر گئی اور بعد ازاں سارا شہر ہی دریا بُرد ہو گیا اور نیا شہر آباد کیا گیا جس میں جماعت احمدیہ نے اپنی نئی مسجد تعمیر کرائی اور جہاں تک خاکسار کا خیال ہے نئے شہر میں سب سے پہلے جو مسجد تعمیر کی گئی وہ احمدیوں کی تھی۔ (رجسٹر روایات صحابہ رجسٹر نمبر 3 روایت حضرت محمد اکبر صاحب صفحہ نمبر 126 تا 128 غیر مطبوعہ)

حضرت نظام الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولد میاں اللہ دتہ صاحب سکنہ وچھوکی تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ لکھتے ہیں کہ نومبر 1904ء کا واقعہ ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سیالکوٹ تشریف لائے تھے۔ بندہ بھی حضور کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ غالباً نمازِ ظہر کے بعد مسجد حکیم حسام الدین صاحب مرحوم میں حضرت نے مندرجہ ذیل نصیحت احبابِ جماعت کو فرمائی تھی۔ فرمایا کہ لوگ تمہیں جوش دلانے کے لئے مجھے گالیاں دیتے ہیں مگر تمہیں چاہئے کہ گالیاں سُن کر ہرگز جوش میں نہ آؤ اور جواباً گالیاں نہ دو۔ اگر تم اُنہیں جواباً گالیاں دو گے تو وہ پھر مجھے گالیاں دیں گے اور یہ گالیاں اُن کی طرف سے نہیں ہوں گی بلکہ تمہاری طرف سے ہوں گی۔ بلکہ تمہیں چاہئے کہ گالیاں سُن کر اُن کو دعائیں دو اور اُن سے محبت اور سلوک کرو تا کہ وہ تمہارے زیادہ نزدیک ہوں۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا ذکر فرمایا کہ جب کفار اُن کو گالیاں نکالتے تھے اور طرح طرح کی تکالیف دیتے تھے تو وہ اس کے عوض اُن سے نیکی اور ہمدردی کا سلوک کرتے تھے۔ ایسا کرنے سے بہت سے کفار اُن کے حسنِ سلوک کو دیکھ کر اسلام میں داخل ہوئے۔ پس تمہیں بھی

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
خالص سونے کے زیورات کا مرکز
الفضل جیولرز گولبازار ربوہ 047-6215747
کاشف جیولرز چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ فون 047-6213649

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
تیلگو اور اُردو لٹریچر فری دستیاب ہے
فون نمبر: 0924618281, 04027172202
09849128919, 08019590070
منجانب: ڈیکو بلڈرز حیدرآباد۔ آندھرا پردیش

اُن کے نقشِ قدم پر چلنا چاہئے۔ کہتے ہیں یہ الفاظ جو مَیں نے بیان کئے ہیں یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصل الفاظ نہیں ہیں۔ مفہوم یہی ہے۔ انہوں نے اپنے الفاظ میں اُس کا خلاصہ یہ بیان کیا ہے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایا ت صحابہ رجسٹر نمبر 3 روایت حضرت نظام الدین صاحب صفحہ نمبر 162 غیر مطبوعہ)

پھر حضرت منشی عبداللہ صاحب احمدی محلّہ اسلام آباد، شہر سیالکوٹ۔ ان کی بیعت 4 ر نومبر 1902 ء کی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب سیالکوٹ تشریف لائے تھے تو انہوں نے بیعت کی تھی۔ تیرہ سال کی عمر تھی۔ اور ایک خواب کے ذریعے انہوں نے بیعت کی۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی سے انہوں نے تعلیم بھی حاصل کی۔ یہ لکھتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیالکوٹ میں اپنا دعویٰ کرنے کے بعد 4 ر نومبر 1902 ء کو واپس قادیان تشریف لے گئے تو حضور نے ان لوگوں کے نام طلب فرمائے جنہوں نے سیالکوٹ کے احمدیوں کو تکالیف دی تھیں۔ جب نام تحریر کئے گئے تو اُس کے چند دن بعد سیالکوٹ میں بہت غلیظ طاعون پھوٹ پڑی تو خدا تعالیٰ قادر وقہار نے چُن چُن کر اُن لوگوں کے خاندانوں کو تباہ کر دیا۔ فَاعْتَبِرُوْا یَاُوْلِی الْاَبْصَار۔

پھر ان ہی ایام میں طاعون کے بارہ میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایک مخالف تھا جب اس کو طاعون ہوئی تو اس نے حکیم حسام الدین صاحب کو بلایا۔ آپ نے آ کر اُس کو صرف اتنا کہا کہ یہ کالا ناگ ہے اس کے نزدیک مت جاؤ۔ جب وہ قریب المرگ ہوا تو بیوی بوجہ محبت اُس سے چمٹ گئی۔ اور درحقیقت وہ عورت موت کو مول لے رہی تھی۔ اسی طرح اُس کی بچی نے کیا اور اس طرح سے اُس کے خاندان کے اُنیس افراد ہلاک ہو گئے۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے حضور سے دریافت کیا کہ حضور کیا کبھی آپ کو بھی ریا پیدا ہوا ہے، (دکھاوا، ریا پیدا ہوا ہے) حضور نے جواب دیا کہ اگر ایک آدمی جنگل میں مویشیوں کے درمیان نماز پڑھ رہا ہو تو کیا اُس کے دل میں کبھی ریا پیدا ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا میرا تو یہ حال ہے۔

(رجسٹر روایا ت صحابہ رجسٹر نمبر 3 روایت حضرت منشی عبد اللہ صاحب صفحہ نمبر 154 تا 155 غیر مطبوعہ)

حضرت محمد یحییٰ صاحب ولد مولوی انوار حسین صاحب ساکن شاہ آباد ضلع ہردوئی۔ ان کی پیدائش 1894 ء کی ہے۔ 1904 ء میں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کی۔ کہتے ہیں کہ میرے والد صاحب مرحوم مولوی انوار حسین خان صاحب سکنہ شاہ آباد ضلع ہردوئی، یوپی نے 1889 ء میں لدھیانہ آ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی اور اس سے کچھ عرصہ قبل سے ان کی خط و کتابت تھی اور وہ بیعت کا شرف حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیعت لینے کی اجازت نہ ہونے کی وجہ سے ان کو قادیان آنے سے روکا ہوا تھا۔ جب حضور لدھیانہ اس غرض سے تشریف لے چلے تو والد صاحب کو اطلاع کر دی اور والد صاحب مرحوم اس کی تعمیل میں لدھیانہ آ کر فیض یاب ہوئے۔ والد صاحب دیوبند کے دستار بند مولوی تھے۔ (با قاعدہ دیوبند کے سرٹیفائیڈ مولوی تھے)۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مہمان نوازی کا یہ واقعہ اکثر سنایا کرتے تھے کہ مَیں پہلی مرتبہ قادیان دارالامان 1892 ء میں آیا تھا اور اس وقت مہمان گول کمرے میں ٹھہرا کرتے تھے۔ مَیں بھی وہیں ٹھہرا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی ہمارے ساتھ ہی کھانا تناول فرمایا کرتے تھے اور کھانا کھاتے کھاتے اُٹھ کر اندر تشریف لے جاتے اور کبھی چٹنی کبھی اچار لے کر آتے کہ آپ کو مرغوب ہو گا۔ غرضیکہ کھانا خود بہت کم کھاتے اور مہمانوں کی خاطر زیادہ کیا کرتے تھے۔ مسجد اقصیٰ میں نمازیوں کی کثرت دیکھ کر ایک مرتبہ والد صاحب مرحوم فرمانے لگے (یہ بعد کی بات ہے جب ان کے والد قادیان آئے اور دیکھا کہ مسجد اقصیٰ نمازیوں سے بھری ہوئی ہے تو کہتے ہیں) کہ پہلی مرتبہ جب مَیں قادیان آیا تھا تو جمعہ کے دن نماز کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد اقصیٰ تشریف لے چلے۔ رستے میں مولوی شادی کشمیری ملا۔ اُس کو نماز پڑھنے کے لئے ساتھ لے لیا اور میاں جان محمد صاحب کو ساتھ لے لیا۔ آگے چل کے کسی بچے کی میّت مل گئی تو آپ نے جان محمد کو نمازِ جنازہ پڑھانے کے لئے فرمایا اور خود اُن کے پیچھے نماز ادا فرمائی۔ جب مسجد اقصیٰ پہنچے اور نماز جمعہ پڑھی تو اُس وقت کل چھ نفوس تھے اور لکھتے ہیں کہ اب باوجود مسجد اتنی وسیع ہو جانے کے اردگرد کی چھتیں بھری ہوتی ہیں۔ میرے لئے یہ بھی معجزہ ہے۔

پھر بچوں پہ شفقت کا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کسی کام کی ضرورت پیش آئی تو ہم چھوٹے بچے بورڈنگ تعلیم الاسلام کے جو اُن دنوں مدرسہ احمدیہ میں ہوا کرتے تھے، کام کرنے کی خاطر شوق سے آجاتے۔ مجھے یاد ہے کہ اکثر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم بچوں کے متعلق دریافت فرماتے کہ یہ کون ہے اور وہ کون ہے؟ خاکسار کے متعلق ایک مرتبہ دریافت فرمایا تو حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ انوار حسین صاحب آموں والے کے لڑکے ہیں۔ فرمانے لگے اسے کہو یہ بیٹھ جائے، کام نہ کرے۔ یہ ابھی چھوٹا ہے۔ مجھے بٹھا دیا اور دوسرے لڑکے کام کرتے رہے۔ ایک مرتبہ سخت سردی پڑی جس سے ڈھاب کا پانی بھی جمنے لگا۔ (جو وہاں ڈھاب ہے اُس کا پانی ان ایام میں جم گیا۔) کہتے ہیں کہ مَیں گرم علاقے کا رہنے والا ہونے کی وجہ سے بہت سردی محسوس کرتا تھا۔ (وہاں کے رہنے والے بھی محسوس کرتے تھے اور جو گرم علاقے سے آئے ہوں تو وہ انہیں بہت زیادہ لگتی ہے)۔ اور بورڈنگ میں قریباً سب لڑکوں سے عمر میں بھی بہت چھوٹا تھا تو فجر کی نماز کے لئے جانے میں سردی محسوس کرتا تھا۔ ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب بی۔اے سابق مہر سنگھ صاحب نے حضور سے ذکر کیا ہوگا۔ تو آ کر مجھے کہا کہ حضور نے فرمایا ہے کہ اس چھوٹے بچے کو سردی میں بہت تکلیف ہوتی ہے۔ نمازِ فجر کے لئے مسجد نہ لے جایا کرو۔ اُس دن سے مجھے فجر کی نماز تمام سردی بورڈنگ میں ادا کرنے کا حکم مل گیا۔

یہ کہتے ہیں ایک مرتبہ ہم حضور کے ہمراہ نہر تک گئے۔ رمضان کا مہینہ تھا پیاس لگی ہوئی تھی، حضور کو معلوم ہو گیا کہ بعض چھوٹے بچوں کا روزہ ہے تو حضور نے فرمایا ان کا روزہ تڑوا دو۔ بچوں کا روزہ نہیں ہوتا۔ اس حکم پر ہم نے نہر سے خوب پانی پی کر پیاس بجھائی اور حضور سے رخصت ہو کر قادیان واپس چلے آئے۔

مہمانوں کے جذبات کا احساس۔ باہر سے اکثر احباب تشریف لاتے تھے اور خوردہ کے خواہشمند ہوتے تھے (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دسترخوان کا جو بچا ہوا کھانا ہوتا تھا اس کے خواہشمند ہوتے تھے) چونکہ بورڈران میں سے مَیں چھوٹا تھا اور اندر جایا کرتا تھا۔ احباب کے ذکر کرنے پر خوردہ لانے پر تیار ہو جایا کرتا تھا۔ کھانے کا وقت ہوا تو ام المومنینؓ سے عرض کرنے پر خوردہ مل گیا۔ (اکثر یہ ہوتا تھا کہ کھانے کا وقت ہوا تو مَیں جا کے حضرت اماں جان سے عرض کرتا تھا تو وہ دے دیا کرتی تھیں)۔ اور کھانے کا وقت نہیں ہوتا تھا تو تب بھی میں جا کے لوگوں کی خواہش کا اظہار کر دیا کرتا تھا تو ازراہِ شفقت روٹی منگوا کر اس میں سے ایک لقمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لے لیا کرتے تھے اور بقیہ دے دیا کرتے تھے جو مَیں خوشی خوشی لا کر اُن دوستوں کو دے دیا کرتا تھا جنہوں نے مانگا ہوتا تھا۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ۔ جلد 3 صفحہ 134 تا 138)

حضور کی نماز میں رِقّت کو انہوں نے کس طرح دیکھا۔ لکھتے ہیں کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کا جنازہ حضور نے خود پڑھایا تھا۔ نماز بہت لمبی پڑھائی۔ حتیٰ کہ مَیں کھڑے کھڑے تھک گیا۔ نماز سے کچھ قبل ایک ٹکڑا بادل کا آ گیا اور گرد اُڑنے لگی۔ (ہوا بھی چلنے لگی، مٹی اڑنے لگی) اور نماز کے سارے وقت میں یعنی ابتدائی تکبیر سے لے کر سلام پھیرنے تک خوب موٹے موٹے بوند کے قطرے بارش کے پڑتے رہے۔ اور سلام پھیرنے پر بارش ختم ہو گئی۔ اور تھوڑی دیر بعد آسمان کھل گیا۔

(رجسٹر روایا ت صحابہ رجسٹر نمبر 3 روایت حضرت محمد یحییٰ خان صاحب صفحہ نمبر 134 تا 138 غیر مطبوعہ)

اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کے درجات بلند فرمائے اور ان کی نسلوں میں بھی اور ہمارے اندر بھی احمدیت کی حقیقی روح ہمیشہ قائم فرماتا چلا جائے۔ ہمیں بھی اپنی اصلاح کرنے کی طرف توجہ دے۔ ہمارے ایمان اور ایقان میں اضافہ ہو۔ ہر آنے والا دن ہمارے اندر بھی اور ہماری نسلوں میں بھی احمدیت کی محبت، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق اور قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے کی طرف ہمیشہ توجہ بڑھاتا چلا جائے۔

☆ ☆ ☆

تحریک جدید کی دوسری ششماہی

جیسا کہ احباب کو علم ہے کہ وعدہ جات چندہ تحریک جدید کا سال یکم نومبر سے شروع ہو کر ۳۱ ر اکتوبر کو اختتام پذیر ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے ۳۰ ر اپریل کو جاریہ سال کے چھ ماہ گزر چکے ہیں۔ اور صدفی صد وصولی کے ٹارگیٹ کو پورا کرنے کیلئے اب صرف چھ ماہ ہی باقی بچے ہیں۔ امراء وصدران کرام، سرکل انچارج صاحبان اور سیکرٹریان تحریک جدید کی خدمت میں ان کے ذون ر سرکل کی جماعتوں کے بقایا سابقہ اور وعدہ سال رواں کے بالمقابل ۳۰ ر اپریل تک ہونے والی وصولی کی پوزیشن بذریعہ ڈاک بھجوائی جارہی ہے واضح رہے کہ چندہ کی جلد تر ادائیگی کے نتیجہ میں جہاں سلسلہ کو روز مرہ کے ضروری اخراجات میں سہولیت ہوتی ہے وہاں خود چندہ ادا کرنے والے کو بھی نیکی میں سبقت کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اسی لئے بانیٔ تحریک جدید حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے تحریک جدید کے ہر چندہ دہندہ کو اس بات کا مکلّف کیا ہے کہ:۔ ”احباب کو کوشش کرنی چاہئے کہ جلد تحریک جدید کا چندہ ادا ہو۔ ایک دن کا ثواب بھی معمولی نہیں کہ اس کو چھوڑا جائے“۔

(خطاب از مجلس مشاورت فرمودہ ۱۲ فروری ۱۹۳۶)

نیز فرمایا: ”اس تمہید کے بعد تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان کرتا ہوں اور تحریک کرتا ہوں کہ دوست زیادہ سے زیادہ اس میں چندہ لکھوائیں اور پھر اسے جلد ادا کرنے کی کوشش کریں“ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۵۶ء) واضح رہے کہ تحریک جدید کے بیشتر اخراجات کا تعلق چونکہ اکناف عالم میں تبلیغ و اشاعت دین سے ہے اس لئے حضورؓ نے سیکرٹریاں مال کو بھی یہ تاکیدی ہدایت فرمائی ہے کہ:۔ ”چونکہ تحریک جدید کو اپنے کاموں کے لئے فوراً روپیہ کی ضرورت ہے سیکرٹریوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ روپیہ جمع نہ رکھیں بلکہ ساتھ ساتھ فنانشل سیکرٹری (جو اب وکیل المال کہلاتا ہے) کے نام بھجواتے رہیں“ (کتاب مالی قربانیاں صفحہ ۳۴)

جملہ امراء وصداران کرام، سرکل انچارج صاحبان اور سیکرٹریان تحریک جدید سے درخواست ہے کہ مخلصین جماعت سے ان کے وعدوں کی صدفی صد وصولی کے سلسلہ میں ابھی سے موثر اور پرزور کوششیں شروع کر دیں تا ان کی جماعت صدفی صد ادائیگی کرنے والی خوش نصیب جماعتوں کی فہرست میں شامل ہو کر پیارے آقا کی مقبول دعاؤں سے وافر حصہ پانے کی سعادت حاصل کر سکے۔ وباللہ التوفیق۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی کو بار آور کرے اور تمام مخلصین جماعت کو اپنے بے پایاں فضلوں، رحمتوں اور برکتوں کا وارث بنائے۔ آمین۔

(وکیل المال تحریک جدید قادیان)

سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کا بے مثال صبر و استقلال
خلق عظیم کے جھروکے سے

(قسط: دوئم)

محمد انعام غوری۔قادیان

نوٹ: سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مضمون میں اکثر واقعات مع حوالہ جات محترم حافظ مظفر احمد صاحب ربوہ کی تالیف ''اُسوۂ انسانِ کامل ؐ'' سے لئے گئے ہیں۔

تربیت اولاد کے لئے بھی صبر و استقلال کی بہت ضرورت ہے:

اس ضمن میں بھی سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کا اُسوۂ حسنہ نہایت کامل اور مثالی ہے۔نیکیوں پر خود بھی دوام رکھنا اور اپنی اولاد اور زیر تربیت افراد کو نیکیوں پر گامزن کرنا اور قائم رکھنا، لگاتار نصیحت اور مسلسل محنت کا تقاضا کرتا ہے۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ایک خصوصیت قرآن کریم میں یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ کَانَ یَاْمُرُ اَھْلَہٗ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ (مریم:۵۶)

کہ آپ اپنے اہل وعیال کو مسلسل نماز اور زکوۃ کی ادائیگی کی تاکید کرتے ہی رہتے تھے۔یہ کوئی چند روز یا چند مہینوں کا کام نہیں بلکہ زندگی بھر انجام دینے والی ڈیوٹی ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم الٰہی صادر ہوا کہ فَذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ کہ نصیحت کرتے رہو کیونکہ نصیحت کرتے رہنا بہرحال اطاعت گزار مومنوں کے لئے فائدہ مند ہوتا ہے۔نیز تربیت کیلئے قرآن شریف کا بنیادی اُصول یہ ہے قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَاراً۔ (سورۃ التحریم:۷)

یعنی اپنے نفس اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد کی تعمیل میں گھر کے یونٹ سے تربیت کا سلسلہ شروع کیا اور اپنے عملی نمونہ سے اپنے اہل بیت کی تربیت فرمائی۔ چنانچہ آپؐ گھر میں تہجد میں باقاعدگی اور دوام کا خوبصورت نمونہ دکھانے کے ساتھ ساتھ ازواج مطہرات کو بھی بیدار کر کے نوافل ادا کرنے کی تلقین فرماتے۔ ایک مرتبہ درد انگیز رنگ میں تحریک کرتے ہوئے فرمایا سبحان اللہ! آج رات کتنے ہی فتنوں کی خبریں نازل کی گئی ہیں اور کتنے ہی خزانے اُتارے گئے ہیں۔ان حجروں میں سونے والی بیبیوں کو جگاؤ اور بتاؤ کہ کتنی ہی عورتیں دُنیا میں بظاہر خوش پوش ہیں مگر قیامت کے دن وہ حقیقی لباس سے عاری ہوں گی جو تقویٰ کا لباس ہے۔

(بخاری کتاب العلم۔باب العلم والعظۃ باللیل)

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو ہمارے گھر تشریف لائے اور مجھے اور فاطمہؓ کو تہجد کیلئے بیدار کیا۔پھر آپؐ اپنے گھر تشریف لے گئے اور کچھ دیر نوافل ادا کئے۔ اس دوران ہمارے اُٹھنے کی کوئی آواز وغیرہ محسوس نہ کی تو دوبارہ تشریف لائے اور ہمیں جگایا اور فرمایا اُٹھو اور نماز پڑھو۔حضرت علیؓ کہتے ہیں میں آنکھیں ملتا ہوا اُٹھ بیٹھا اور بڑ بڑاتے ہوئے کہا'' خدا کی قسم! جو نماز ہمارے لئے مقدر ہے ہم وہی پڑھ سکتے ہیں۔ ہماری جانیں اللہ کے قبضہ میں ہیں وہ جب چاہے ہمیں اُٹھاوے۔'' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس لوٹے۔آپؐ نے تعجب سے ران پر ہاتھ مارتے ہوئے میرا ہی فقرہ دُہرایا کہ ہم کوئی نماز نہیں پڑھ سکتے سوائے اس کے جو ہمارے لئے مقدر ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی'' وَکَانَ الْاِنْسَانُ اَکْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا'' کہ انسان بہت بحث کرنے والا ہے۔

(مسند احمد جلد نمبر ا صفحہ ۹۱ مطبوعہ بیروت)

پھر یہ بھی روایت آتی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چھ ماہ تک فجر کی نماز کے وقت حضرت فاطمہؓ کے دروازے کے پاس سے گزرتے ہوئے فرماتے تھے۔اے اہلِ بیت! نماز کا وقت ہوگیا ہے اور پھر سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۳۴ پڑھتے کہ اے اہل بیت ! اللہ تم سے ہر قسم کی گندگی دور کرنا چاہتا ہے اور تم کو اچھی طرح پاک کرنا چاہتا ہے۔

(ترمذی۔کتاب التفسیر باب سورۃ الاحزاب)

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اُس نے نماز پڑھی لیکن رکوع و سجود مکمل نہیں کئے پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ جاؤ پھر نماز پڑھو۔ کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔اُس نے جا کر پھر اُسی طرح جلدی جلدی نماز پڑھی اور واپس آکر آنحضور ؐ کو سلام عرض کیا۔آپؐ نے پھر اُسے فرمایا کہ تم جاؤ اور نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی۔ اس طرح تین دفعہ ہوا۔تب اُس شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! میں تو اس سے بہتر نماز نہیں پڑھ سکتا۔آپ ہی مجھے سکھاویں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تکبیر کہہ کے نماز کیلئے کھڑے ہو۔ جتنا سہولت سے قرآن پڑھ سکتے ہو پڑھو۔ پھر اطمینان سے رکوع کرو پھر سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔پھر اطمینان سے سجدہ کرو۔اس طرح ساری نماز سکون سے پڑھو۔

(بخاری۔کتاب الصلوٰۃ باب حد اتمام الرکوع)

☆......حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ وہ نیکی پسند فرماتے تھے جو عارضی نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی جائے اور فرمایا کرتے کہ بہترین عمل وہ ہے جس پر دوام اختیار کیا جائے خواہ وہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔ایک عورت کے بارہ میں پتہ چلا کہ بہت زیادہ نمازیں پڑھتی ہے تو اُسے نصیحت فرمائی کہ اتنی عبادت کرو جتنی طاقت ہے کیونکہ اللہ تو نہیں اُکتاتا۔لیکن بندہ تھک کر نیکی چھوڑ بیٹھتا ہے۔

(بخاری کتاب الایمان باب احب الدین ادومہ)

☆......بعض نوجوانوں کے ہمیشہ عبادت کرنے اور روزے رکھنے اور ترک دُنیا کے ارادے سے اطلاع پا کر اُنہیں منع فرمادیا۔اُنہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم آپ کی طرح نہیں ہیں اللہ نے آپؐ کو تو بخش دیا ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ جواب سن کر ناراض ہوئے اور فرمایا میں تم میں سے سب سے بڑھ کر اللہ کا تقویٰ رکھتا ہوں۔ میری سنت پر چلو۔ میں سوتا بھی ہوں، روزے سے ناغہ بھی کرتا ہوں اور شادی بھی کی ہے۔ (بخاری۔کتاب الایمان)

☆...... تربیت کی خاطر بعض دفعہ تنبیہ یا تادیب بھی ناگزیر ہوجاتی ہے۔حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بعض مواقع پر تعزیری کاروائی کرنی پڑی۔مگر اس سزا میں بھی نفرت یا غصہ نہیں بلکہ شفقت ورحمت کا رنگ غالب ہوتا تھا۔جس کے نتیجہ میں عظیم الشان اصلاحی تبدیلیاں رونما ہوتی تھیں۔ چنانچہ حضرت کعب بن مالکؓ اور اُن کے دو ساتھی بغیر کسی عذر کے غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی پر انہوں نے اپنی اس غلطی کا اقرار کرلیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں سے تمام صحابہ کا بول چال بند کردیا۔کعبؓ کہتے ہیں کہ ہم بازاروں میں پھرتے تھے مگر کوئی ہم سے کلام نہ کرتا تھا۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہو کر آپ کو سلام کہتا تھا اور دیکھتا تھا کہ آپ کے ہونٹوں میں سلام کیلئے جنبش ہوئی کہ نہیں۔ پھر آپؐ کے قریب ہو کر نماز ادا کرتا اور چوری آنکھ سے آپؐ کو دیکھتا رہتا۔ جب میں نماز پڑھ رہا ہوتا تو رسول کریمؐ میری طرف دیکھتے رہتے اور جب میں آپؐ کی طرف توجہ کرتا تو آپؐ رُخ پھیر لیتے۔ بعد میں ان تینوں اصحاب کا ان کی بیویوں سے بھی مقاطعہ کردیا گیا۔ پچاس دن انہوں نے اس حالت میں کاٹے۔ پھر جب ان کی معافی ہوئی تو رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ رسول کریمؐ کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا اے کعب! تمہیں بشارت ہو آج تمہارے لئے ایسا دن آیا ہے کہ جب سے تم پیدا ہوئے آج تک ایسا دن تم پر طلوع نہیں ہوا۔کعبؓ نے پوچھا یارسول اللہ! یہ خوشخبری آپ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے۔فرمایا اللہ کی طرف سے ہے۔

حضرت کعبؓ پر اس پر شفقت سزا کا یہ اثر تھا کہ انہوں نے رسول اللہؐ کے پاس سے اُٹھنے سے قبل یہ عہد کیا کہ جس سچ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ فضل فرمایا ہے میں آئندہ اُس کا دامن کبھی نہ چھوڑوں گا۔ اور جھوٹ سے ہمیشہ مجتنب رہوں گا۔ دوسرے میں اپنا سارا مال خدا کی راہ میں بطور صدقہ پیش کرتا ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ حصہ صدقہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

(بخاری۔کتاب المغازی باب حدیث کعب بن مالکؓ)

☆......ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کو باہم جھگڑتے دیکھا۔ایک آدمی غصے سے دیوانہ ہوا جا رہا تھا۔اُس کا چہرہ پھول کر رنگ متغیر ہوگیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت خود اُسے بلا کر یا مخاطب کر کے نصیحت نہیں فرمائی بلکہ علم النفس کا ایک گہرا نفسیاتی نکتہ سمجھاتے ہوئے تعجب انگیز انداز میں فرمایا: مجھے ایک ایسی دُعا کا پتہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ پڑھے تو اُس کا غصہ جاتا رہے۔ ایک شخص نے جو یہ سنا تو اُس آدمی کو جا کر بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھ لو۔تو غصہ دور ہو جائے گا۔مگر وہ کوئی گنوار بدو تھا۔اُس نے تو یہ نسخہ استعمال نہیں کیا اور کہا میں کوئی دیوانہ ہوں؟ جاؤ میں نہیں پڑھتا۔ (بخاری کتاب الادب)

کاش! وہ شخص اس نسخہ کو آزماتا تو علم النفس کا یہ حیرت انگیز معجزہ اُس کی ذات میں بھی ظاہر ہوتا۔لیکن ہم کیوں نہ یہ نسخہ آزمائیں۔

اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما !

۴۔قومی اموال کی حفاظت اور صحیح تقسیم بھی غیر معمولی صبر اور ضبط نفس کا تقاضا کرتی ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق بادشاہ بھی بنا دیا۔ اموال غنیمت کے لحاظ سے بھی اور اموال زکوٰۃ کے لحاظ سے بھی بکثرت اموال اور غلام اور لونڈیاں آنے لگیں۔ آنحضور ﷺ ان قومی اموال کا صحیح رنگ میں انتظام اور انصرام فرماتے اور فوراً مناسب اور صحیح تقسیم فرما دیتے۔آپؐ کے دل کی حالت کا کون اندازہ کرسکتا ہے۔آپؐ نے خود ایک مرتبہ فرمایا کہ اگر میرے پاس احد (پہاڑ) کے برابر بھی سونا آجائے تو مجھے خوشی اس میں ہوگی کہ اس پر تیسرا دن چڑھنے سے پیشتر اللہ کی راہ میں خرچ کردوں اور ضرورت سے زائد ایک دینار بھی بچا کے نہ رکھوں۔

(بخاری کتاب الرقاق)

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مدینہ میں عصر کی نماز پڑھی۔ پس آپؐ نے سلام پھیرا اور جلدی سے کھڑے ہوگئے اور لوگوں کی گردنوں پر سے پھلانگتے ہوئے اپنی بیویوں میں سے ایک کے حجرے کی طرف تشریف لے گئے۔لوگ آپؐ کی اس جلدی کو دیکھ کر گھبرا گئے۔ جب باہر تشریف لائے اور معلوم کیا کہ لوگ آپؐ کی جلدی پر متعجب ہیں تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھے یاد آگیا کہ تھوڑا سا سونا ہمارے پاس رہ گیا ہے اور میں نے ناپسند کیا کہ وہ میرے پاس پڑا رہے۔ اسی لئے میں نے جا کر حکم دیا کہ اُسے تقسیم کردیا جائے ۔(بخاری)

☆......حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لختِ جگر فاطمۃ الزہراءؓ کو ان کی شادی پر ایک کمبل چمڑے کا ایک تکیہ (جس میں کھجور کے پتے تھے) آٹا پیسنے کی ایک چکی، ایک مشکیزہ اور دو گھڑے دیئے تھے۔ایک دن حضرت علیؓ نے فاطمہؓ سے کہا کہ کنوئیں سے پانی کھینچ کر میرے تو سینے میں درد ہونے

لگا ہے۔آپ کے ابّا کے پاس کچھ قیدی آئے ہیں۔ آپ جا کر درخواست کرو کہ آپ کو بھی ایک خادم عطا ہو۔فاطمہؓ کہنے لگیں خدا کی قسم! میرے تو خود چکی پیس پیس کر ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے ہیں۔چنانچہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں۔آپؐ نے پوچھا کہ کیسے آنا ہوا؟ عرض کیا کہ سلام عرض کرنے آئی ہوں۔

حضرت علیؓ نے پوچھا کہ کیا کر کے آئی ہو؟ وہ بولیں میں شرم کے مارے کوئی سوال ہی نہیں کرسکی۔ تب وہ دونوں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اپنا حال بیان کر کے خادم کیلئے درخواست کی۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم! میں تمہیں دے کر اہلِ صفہ (غریب صحابہ) کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں جو فاقہ سے بے حال ہیں اور ان کے اخراجات کیلئے رقم میسر نہیں۔ان قیدیوں کو فروخت کر کے میں اُن کی رقم اہلِ صفحہ پر خرچ کروں گا یہ سن کر دونوں واپس گھر چلے گئے۔رات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا جو تم نے مجھ سے مانگا کیا اُس سے بہتر چیز نہ بتاؤں؟ انہوں نے کہا ضرور بتائیں۔آپ نے فرمایا یہ چند کلمات ہیں جو جبریلؑ نے مجھے سکھائے ہیں کہ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ، دس مرتبہ الحمد للہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر پڑھا کرو۔ جب رات بستر پر جاؤ تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمدللہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھا کرو۔

حضرت علیؓ فرماتے تھے جب سے رسول اللہؐ نے مجھے یہ کلمات سکھائے ہیں انہیں آج تک پڑھنا نہیں بھولا۔کسی نے تعجب سے پوچھا کہ جنگ صفین کے ہنگاموں میں بھی نہیں بھولے کہنے لگے ہاں جنگ صفین میں یہ ذکر میں نے یاد رکھا تھا۔

(مسند احمد جلد نمبر ۲ صفحہ ۴۴۶ مطبوعہ بیروت)

ایک انسان اپنی ذات پر تو تکلیف برداشت کرلیتا ہے لیکن اولاد اور بالخصوص بیٹیوں کی تکلیف برداشت کرنی بہت مشکل ہوتی ہے۔اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو اپنی بیٹی داماد کیلئے خادم فراہم کر سکتے تھے کیونکہ جو اموال اور غلام تقسیم کئے تھے آپ کے پاس آئے تھے وہ صحابہؓ میں تقسیم کئے جاتے تھے اور حضرت علیؓ بھی اس تقسیم میں حقدار تھے۔لیکن محض احتیاط اور لوگوں کو ٹھوکر سے بچانے کیلئے نہ صرف اپنی ذات پر بلکہ اپنی پیاری بیٹی کی تکالیف پر بھی صبر کرنا اور صبر کی تلقین فرما کر ذکر الٰہی کا نسخہ تجویز فرمانا انتہائی اعلیٰ درجہ کا نمونہ ہے جو ہمارے آقا و مطاع حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ ہی کی ذات سے مخصوص ہے۔

حضرت رسول کریم ﷺ کے دل میں امانت کا کس قدر احساس تھا اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ غزوۂ خیبر کے محاصرہ کے وقت بھوک اور فاقے کے ایام تھے انہی دنوں یہود کے ایک حبشی چرواہے نے اسلام قبول کرلیا اور سوال پیدا ہوا کہ اُس کے سپرد یہود کی بکریوں کا کیا کیا جائے۔ نبی کریم ﷺ نے ہر حال میں امانت کی حفاظت کرنے کا فیصلہ فرمایا۔

آپؐ نے اپنے صحابہؓ کی بھوک اور فاقہ کی قربانی دے دی۔مگر کیا مجال کہ آپؐ کی امانت میں کوئی فرق آیا ہو۔حالانکہ یہ بکریاں دشمن کے طویل محاصرہ میں تو مہینوں کی خوراک بن سکتی تھیں۔مگر آپؐ نے بڑی شانِ استغناء سے فرمایا کہ بکریوں کا منہ قلعے کی طرف کر کے اُن کو ہانک دو۔خدا تعالیٰ ان کو ان کے مالک کے پاس پہنچا دے گا۔نومسلم غلام چرواہے نے ایسا ہی کیا اور بکریاں قلعے کے پاس پہنچ گئیں جہاں سے قلعے والوں نے اُن کو اندر داخل کرلیا۔

سبحان اللہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ میں بھی جہاں سب کچھ جائز سمجھا جاتا ہے کس شدت کے ساتھ غیروں بلکہ دُشمن کے اموال کو بحفاظت اُن کے گھروں تک پہنچانے کا انتظام فرما دیا۔

(السیرۃ النبویہ لابن ھشام جلد نمبر ۶ صفحہ ۴۲)

☆...... مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین سے مال آیا تو فجر کی نماز میں کثرت سے لوگ آئے۔فرمایا میں تمہارے بارے میں فقر و غربت سے خائف نہیں ہوں بلکہ مجھے اندیشہ یہ ہے کہ دنیا تم پر فراخ کردی جائے گی پھر تم کہیں پہلی قوموں کی طرح آپس میں مقابلے کرنے نہ لگ جاؤ اور اُن کی طرح تمہارا انجام نہ ہو۔(بخاری کتاب المغازی)

☆...... ایک دفعہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے ایک بکری ذبح کروائی اور اُس کا گوشت غرباء میں تقسیم کروایا اور بعد میں پوچھا کہ کیا اس گوشت میں سے کچھ باقی بچا ہے۔گھر والوں نے جواب دیا کہ سارا تقسیم کر دیا گیا ہے۔صرف ایک دستی بچی ہے۔ فرمایا جو تقسیم کر دیا دراصل وہ بچ گیا ہے (یعنی اس کا اجر محفوظ ہوگیا) اور جو بچ گیا ہے سمجھو کہ یہ ضائع ہوگیا۔ (ترمذی۔کتاب صفۃ القیامہ)

☆...... حضرت نبی کریم ﷺ نے بہترین صدقہ کی یہ تعریف فرمائی ہے کہ وہ صدقہ جو صحت کی حالت میں ذاتی ضرورت کے باوجود ایسے وقت میں دیا جائے جب افلاس کا اندیشہ ہو اور غنا کی اُمید ہو۔ ایسا صدقہ اجر میں سب سے بڑھ کر ہے۔پھر آپؐ نے یہ نصیحت فرمائی کہ کہیں ایسا نہ ہو خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے کیلئے زندگی کے آخری لمحات کا انتظار کرتے رہو۔اور جب جان کنی کا وقت آجائے تو یہ فیصلے کرنے بیٹھو کہ اچھا اب اتنا فلاں کو دیدو اور اتنا فلاں کو۔آخری لمحوں کی اس دریا دلی کا کیا ثواب؟ جبکہ وہ مال پہلے ہی کسی اور کی ملکیت ہونے والا ہے۔

(بخاری کتاب الزکاۃ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح مبارکہ پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”پھر جب مدّت مدید کے بعد غلبہ اسلام کا ہوا تو دولت اور اقبال کے دنوں میں کوئی خزانہ اکٹھا نہ کیا۔ کوئی عمارت نہ بنائی۔کوئی بارگہ تیار نہ ہوئی۔کوئی سامان عیش و عشرت کا تجویز نہ کیا گیا۔کوئی اور ذاتی نفع نہ اُٹھایا بلکہ جو کچھ آیا وہ سب یتیموں اور مسکینوں اور بیوہ عورتوں اور مقروضوں کی خبر گیری میں خرچ ہوتا رہا۔ اور کبھی ایک وقت بھی سیر ہو کر نہ کھایا“

(براہین احمدیہ صفحہ ۱۰۸۔۱۰۹)

نیز فرماتے ہیں:۔

”خدائے تعالیٰ نے بے شمار خزائن کے دروازے آنحضرتؐ پر کھول دیئے۔سو آنجنابؐ نے اُن سب کو خدا کی راہ میں خرچ کیا اور کسی نوع کی تن پروری میں ایک حبہ بھی خرچ نہ ہوا۔نہ کوئی عمارت بنائی نہ کوئی بارگاہ تیار ہوئی بلکہ ایک چھوٹے سے کچے کوٹھے میں جس کو غریب لوگوں کے کوٹھوں پر کچھ بھی ترجیح نہ تھی اپنی ساری عمر بسر کی۔ بدی کرنے والوں سے نیکی کر کے دکھلائی اور جو دل آزار تھے اُن کو اُن کی مصیبت کے وقت اپنے مال سے خوشی پہنچائی۔سونے کیلئے اکثر زمین پر بستر اور رہنے کیلئے ایک چھوٹا سا جھونپڑا۔اور کھانے کیلئے نانِ جو یا فاقہ اختیار کیا دنیا کی دولتیں بکثرت اُن کو دی گئیں پر آنحضرتؐ نے اپنے پاک ہاتھوں کو دنیا سے ذرا آلودہ نہ کیا۔ہمیشہ فقر کو تونگری پر اور مسکینی کو امیری پر اختیار رکھا اور اُس دن سے جو ظہور فرمایا تھا اُس دن جو اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے بجز اپنے مولیٰ کریم کے کسی کو کچھ نہ سمجھا۔

(براہین احمدیہ ۲۶۶ تا ۲۸۲ حاشیہ نمبر ۱۱)

(باقی) ☆☆☆

بقیہ: ماہنامہ الحیات کشمیر کے اعتراضات کی حقیقت از صفحہ 11

از صفحہ 11

حجت محمدیہؐ پوری کرنے کیلئے مجھے بھیجا۔اب کہاں ہیں پادری تا میرے مقابل پر آویں، میں بے وقت نہیں آیا، میں اُس وقت آیا کہ جب اسلام عیسائیوں کے پیروں کے نیچے کچلا گیا ...... بھلا اب کوئی پادری تو میرے سامنے لاؤ جو یہ کہتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی پیشگوئی نہیں کی۔یاد رکھو وہ زمانہ مجھ سے پہلے ہی گذر گیا اب وہ زمانہ آ گیا جس میں خدا یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ وہ رسولِ محمد عربیؐ جس کو گالیاں دی گئیں جس کے نام کی بے عزتی کی گئی۔جس کی تکذیب میں بدقسمت پادریوں نے کئی لاکھ کتابیں اس زمانہ میں لکھ کر شائع کر دیں وہی سچا اور سچوں کا سردار ہے“

(حقیقۃ الوحی ۲۷۳۔۲۷۴)

پھر فرماتے ہیں:۔

”سو بہت ہی خوب ہوا کہ عیسائیوں کا خدا فوت ہوگیا اور یہ حملہ ایک برچھی کے حملہ سے کم نہیں جو اس عاجز نے خدائے تعالیٰ کی طرف سے مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہو کر ان دجّال سیرت لوگوں پر کیا ہے جن کو پاک چیزیں دی گئی تھیں۔مگر انہوں نے ساتھ اس کے پلید چیزیں ملا دیں اور وہ کام کیا جو دجّال کو کرنا چاہیئے تھا“

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۶۱۔۳۶۲)

اسلام کے دفاع میں احمدیت کی طرف سے دندان شکن کاروائی کو محسوس کرتے ہوئے عیسائیوں نے اپنے تاثر کا اظہار کیا چنانچہ ایک موقع پر سکنڈے نیویا کے مختلف عیسائی چرچوں کے ایک کمیشن نے ۱۹۶۹ء میں ایک رپورٹ شائع کی۔ یہ کمیشن تحریک احمدیت کے بارے میں غور کرنے کیلئے قائم کیا گیا تھا اس کمیشن کے ایک ممبر Begtil Wiberg (بیٹل وی بیاہ) لکھتے ہیں۔

”عیسیٰ (علیہ السلام) کے ابن اللہ ہونے کے سلسلہ میں جو اعتراضات احمدیت کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں اُن سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ احمدیہ جماعت عیسائیت کو اپنا سب سے بڑا دُشمن سمجھتی ہے۔ عیسائیت نے جو عالمگیر مذہب کی حیثیت اختیار کر رکھی ہے احمدیہ جماعت سب سے زیادہ اس کے درپے ہے اور چاہتی ہے کہ اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت واپس لائی جائے یعنی وہ عظمت جو محمد (ﷺ) کی وفات کے بعد سے لیکر سو سال تک اسلام کو حاصل تھی جبکہ یہ مذہب بحر الکاہل کے اردگرد کے ملکوں میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل رہا تھا اور یورپ میں بھی کافی دور تک پہنچ گیا تھا۔ دعویٰ تو بہت بڑا ہے لیکن مستقبل ہی بتا سکے گا کہ اس میں کامیابی ہوسکتی ہے یا نہیں احمدیہ جماعت نے اب تک جو تبلیغی کوششیں کی ہیں اُن سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کے دعاوی کی پشت پر عمل کی طاقت موجود ہے یہ ہے باعمل اسلام“۔

یہ ایک یوروپین عیسائی مفکر ہیں اور پادری ہیں انہوں نے تو جماعت احمدیہ کی پشت پر ایک عمل کی طاقت دیکھی ہے ان کو انگریز کی کوئی طاقت نظر نہیں آئی لیکن اگر وہ عارف باللہ بھی ہوتے اور اُن کو روحانیت کی آنکھ بھی نصیب ہوتی تو وہ احمدیت کی پشت پر صرف ایک عمل کی طاقت نہ دیکھتے بلکہ اُن کو احمدیت کی پشت پر ایک قادر مطلق عظیم خدا کی طاقت نظر آتی جس نے اپنے ہاتھ سے احمدیت کا پودا قادیان میں لگاتا تھا۔یہ وہ پودا ہے جسے کسی اور ہاتھ نے لگایا نہ کسی اور ہاتھ کی یہ مجال ہے کہ وہ اس پودے کو اُکھاڑ سکے اس پودے کو لگانے والا بھی خدا تھا اور اس کو زندہ اور قائم رکھنے والا اور اس کو نشو و نما دینے والا بھی ہمارا زندہ خدا ہے۔

(بحوالہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۸ فروری/۱۹۸۵ء بمقام مسجد فضل لندن)

قارئین کرام! رسالہ الحسنات کے اعتراضات کا حقائق سے عاری ہونا آپ کے سامنے ہے۔تاریخی حقائق رسالہ کی تائید نہیں کر رہے۔اس کے علاوہ ایک بات اور بھی بہت اہم ہے وہ یہ کہ احمدیہ مسلم جماعت پر انگریزوں کا خود کاشتہ پودہ ہونے کا الزام بہت بعد کا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت کے علماء نے یہ اعتراض نہیں لگایا بلکہ وہ تو خود انگریزی حکومت کی تعریف میں رطب للسان تھے اور بہت سارے علماء تو انگریزی حکومت کے وظیفہ خوار بھی رہے ہیں اور خود مسلمانوں کے بڑے بڑے اداروں کی بنیاد انگریزی حکومت کے وظیفہ خوار بھی رہے ہیں اور خود مسلمانوں کے بڑے بڑے اداروں کی بنیاد انگریز حکام نے رکھی ہے۔ یہ تاریخ کی ایسی اصلیت ہے جس پر رسالہ الحسنات روشنی ڈالنے سے گھبراتا ہے رسالہ الحسنات کو اعتراضات سے قبل اپنے گھر کی بھی خبر لینی چاہیئے۔

(باقی)

طالبان حق کیلئے

ماہنامہ الحیات کشمیر کے اعتراضات کی حقیقت اور ان کا جواب

(قسط: دوئم)

مبارک احمد بٹ ایڈوکیٹ۔ قادیان

قارئین اخبار بدر ”طالبان حق کیلئے“ عنوان سے اپنا ایک کالم شروع کررہا ہے جس میں اسلام و احمدیت کے متعلق کئے جانے والے اعتراضات اور اس کی حقیقت بیان کی جائے گی۔ اگر آپ کے ذہن میں کوئی سوال ہو تو ہمیں لکھیں تا کہ اُس کا جواب قارئین بدر کے لئے دیا جاسکے۔ نیز اسلام و احمدیت کے متعلق اگر آپ کوئی معلومات فراہم کرنا چاہتے ہیں تو وہ بھی اس کالم کے تحت بھجوا سکتے ہیں۔
(مدیر)

قارئین گزشتہ قسط میں ہم الحسنات کے اعتراض بابت ختم نبوت پر گفتگو کرچکے ہیں۔ اب ہم مدیر اعزازی کے محسوسات کے دوسرے پیراگراف کو دیکھتے ہیں جس میں مدیر اعزازی نے بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دعویٰ کو انگریزی حکومت کی سازش اور خود کاشتہ پودہ ہونے کے بارے میں اپنے خیالی قیاس آرائی کو پیش ہے۔

حقیقت یہ کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جب دعویٰ کیا تو مسلمان علماء کی طرف سے بڑی شدت سے اعتراض کیا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود آسمان پر اپنے خاکی جسم کے ساتھ زندہ موجود ہیں اور انہیں کو آخری زمانہ میں دوبارہ آنا ہے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اس کے جواب میں قرآن شریف اور احادیث صحیحہ سے یہ ثابت کیا کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام دوسرے سب رسولوں کی طرح وفات پاچکے ہیں اور جو پیشگوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح کی آمد ثانی کے متعلق فرمائی ہے اس سے مراد یہ نہیں کہ وہی پہلا مسیح آئے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کی سنت کے مطابق وہ فوت ہوچکے ہیں اور ایک دوسرا شخص آپ کی اُمت میں سے پیدا ہوگا جس کو حضرت مسیح ناصری سے کامل مشابہت ہوگی سو وہ موعود میں ہوں۔ اس اعلان کے بعد سعید فطرت لوگوں نے آپ کو قبول کیا لیکن نام نہاد علماء نے آپ کی مخالفت کی۔ جوں جوں زمانہ گذرتا گیا یہ مخالفت زیادہ ہوتی گئی اور بالآخر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری وغیرہ نے یہ کہہ دیا کہ اگر ہم وفات مسیح کو تسلیم بھی کرلیں تب بھی اس کا یہ مطلب نہیں ہوسکتا کہ مرزا صاحب اپنے دعویٰ میں سچے ہیں۔ پس وفات مسیح کے مسئلہ کو الگ رکھتے ہوئے بحث حضرت بانی سلسلہ کے دعویٰ کی صداقت پر ہونی چاہئے۔ چنانچہ ایک عرصہ تک یہ مسئلہ ہمارے اور ہمارے مخالفین کے درمیان یہ امر زیر بحث رہا۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ ہمارے دلائل کے مقابلہ میں ہمارے مخالفین کو اپنی اس پوزیشن کو بھی چھوڑنا پڑا۔ اس کے بعد انہوں نے عوام کو بڑھکانے کیلئے یہ منصوبہ تیار کیا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ الزام لگائیں کہ آپ نے دعویٰ نبوت کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی ہے۔ جہاں تک مسئلہ ختم نبوت کا تعلق ہے ہم واضح کرچکے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرتے ہیں اور اس کی وہ تفسیر کرتے ہیں جو بہت سے ائمہ متقدمین نے کی ہے یعنی یہ کہ اسلامی شریعت کے کامل ہوجانے کی وجہ سے تشریعی نبوت کا دروازہ بند ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے نتیجہ میں فنافی الرسول کا درجہ کسی مسلمان کیلئے بند نہیں ہوسکتا۔ اس موضوع پر بھی ہمارے مخالف اب بحث سے گریز کرتے ہیں۔

اب مخالفین کا یہ طریق اور روّیہ بن گیا ہے کہ وہ عوام کو ورغلانے کے لئے بے بنیاد تاریخی اعتراضات اور کردار پر حملے کرتے ہیں۔ ان الزامات میں سے ایک الزام ہم پر یہ لگایا جاتا تھا کہ ”جماعت احمدیہ انگریزوں کی وفادار رہی ہے اور بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے انگریزوں کی خوشامد کی ہے اور غیر اسلامی حکومت کو سراہا اور مسلمانوں کے سیاسی مفاد سے دشمنی کی ہے“ یہ اعتراض کافی عرصہ تک کسی نہ کسی رنگ میں اکثر لوگوں نے کیا۔ لیکن اس کے ثبوت میں کوئی معین واقعہ آج تک پیش نہیں کیا گیا۔ جس سے یہ ثابت ہو کہ واقعی کسی قسم کا نقصان مسلمانوں کو پہنچا ہے۔ نہ یہ بتایا جاتا ہے کہ بانیٔ سلسلہ یا کسی احمدی نے فلاں سازش، فلاں مقام پر فلاں زمانہ میں کی۔ جس کی وجہ سے فلاں اسلامی سلطنت کو یہ نقصان پہونچا۔ سب سے بڑا ثبوت ہمارے مخالف بڑے طمطراق سے ہمارے خلاف دُنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں وہ ہماری اپنی ہی تحریرات ہوتی ہیں جن کو اس کے سیاق وسباق سے الگ کرکے اپنے مفید مطلب ایک ہیڈنگ بنا کر پیش کردیا جاتا ہے اور خوشی کے شادیانے بجائے جاتے ہیں کہ ہم لوگ (جماعت احمدیہ) اقبالی مجرم بن گئے۔ اصل حوالہ کو پڑھو تو اس کا ماحصل زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ ایک ایسی حکومت کے ماتحت رہتے ہوئے جو ہمیں امن اور مذہبی آزادی دیتی ہے اس کے خلاف ہم جہاد بالسیف نہیں کرسکتے۔ قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے سختی سے منع فرمایا ہے کہ ہمیں کسی حکومت کے اندر رہتے ہوئے اُس کے اندر کسی قسم کا فساد برپا نہیں کرنا چاہئے۔ ہماری طرف سے صرف یہی کہا گیا ہے اور یہی کہا جاتا ہے لیکن ہمارے مخالف ہماری بات سنے بغیر ہم پر یہ الزام دیئے جاتے ہیں کہ ہم نے مسلمانوں کے سیاسی مفاد کو نقصان پہنچا دیا حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔

آیئے چند ایک حقائق پر نظر ڈالیں۔ یوں تو ہر مسلمان علامہ شیخ محمد اقبال صاحب کا مداح ہے مگر جو کچھ اُنہوں نے لکھا ہے اس پر سنجیدگی سے بہت کم غور کیا جاتا ہے۔ علامہ اقبال لکھتے ہیں۔

شور ہے ہوگئے دُنیا سے مسلمان نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود

پھر لکھتے ہیں:

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

اب سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کو یہودی کس نے بنا دیا ہے۔ دیانت چھوڑی۔ مال و دولت گنوائی۔ سچ سے واسطہ نہ رکھا۔ عزتیں کھودیں سستی اور غفلت میں مبتلا ہوئے۔ سلطنتیں کھو کھلی کرلیں خانہ جنگی سے اپنے آپ کو تباہ کیا۔ اعلیٰ اخلاق کے مالک نہ رہے اور نفس کی غلامی اختیار کرلی۔ بادشاہتیں عیش وعشرت کی نذر کردیں۔

بقول سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب:۔

”ہم نے اسلام کے نام پر جو کچھ اختیار کر رکھا ہے وہ تو صریح کفر ہے۔ ہمارے دِل دین کی سمجھ سے عاری، ہماری آنکھیں بصیرت سے نا آشنا، کان سچی بات سننے سے گریزاں۔

بے دلی ہائے تماشا کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق
بے کسی ہائے تمنا کہ نہ دُنیا ہے نہ دیں

میں کمیونزم سے کیوں ٹکراؤں وہ کونسا اسلام ہے جس پر کمیونزم ضربیں لگا رہا ہے۔

ہمارا اسلام ؂

بتوں سے تجھ کو تمنا خدا سے نو میدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

یہ اسلام جو تم نے اختیار کر رکھا ہے کیا یہی اسلام ہے جو نبی نے سکھلایا تھا۔ کیا ہماری رفتار و گفتار اور کردار میں وہی دین ہے جو خدا نے نازل کیا تھا؟

یہ روزے اور نمازیں جو ہم میں سے بعض بعض پڑھتے ہیں ہم کتنا وقت صرف کرتے ہیں۔ جو مصلیٰ پہ کھڑا ہے وہ قرآن سنانا نہیں جانتا اور جو سنتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ کیا سن رہے ہیں اور باقی تیئیس گھنٹے ہم کیا کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ گورنری سے لیکر گداگری تک مجھے ایک بات ہی بتاؤ جو کہ قرآن اور اسلام کے مطابق ہوتی۔ پھر میں کیمونزم سے کیوں لڑوں...... ہمارا تو سارا نظام کفر ہے۔ قرآن کے مقابلہ میں ہم نے ابلیس کے دامن میں پناہ لے رکھی ہے۔ قرآن صرف تعویز کیلئے اور قسم کھانے کیلئے ہے“۔ (آزاد مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۴۹ء)

اِسی طرح مولوی سید ابوالحسن ندوی صاحب نے لکھا تھا کہ ”اسلام عیسائیت کی طرح چند اعتقادات اور چند رسوم کا مجموعہ بن کر رہ گیا ہے“

(سیرت سید احمد شہید مطبوعہ ۱۹۴۱ء صفحہ ۲۳)

اگر یہ سب کچھ درست ہے تو سوچنے کی بات یہ ہے کہ ”اسلامی تعلیمات سے بے خبر مسلمانوں“ کو حقیقی مسلمان بنانے اور صراط مستقیم کی طرف لانے کیلئے ارشادِ خداوندی میں کوئی خدائی پروگرام بھی ہے نہیں۔ یا اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو بغیر راہ نما کے ہی چھوڑ دیا تھا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھ آئے ہیں کہ سورہ ھود کی آیت نمبر 18 یتلوہ شاھدٌ منہٗ کی پیشگوئی کا تعلق اُمت محمدیہ کے مسیح موعود سے ہی ہے۔ جو آخری زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کو ثابت کرنے کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور حکم وعدل مبعوث ہونے والا تھا۔ ہمارے نزدیک یہ یتلوہ شاھدٌ منہ کی پیشگوئی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیان بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود میں پوری ہوچکی ہے۔ لیکن افسوس صد افسوس جس نے خدائی وعدوں کے طفیل آکر مسلمانوں میں دوبارہ اسلام کی روح ”ابن مریم“ بن کر پھونکنی تھی، جسے حدیث صحیح بخاری میں امامکم منکم کہا گیا اور حدیث صحیح مسلم میں فامکم منکم اور حدیث مسند احمد بن جنبلؒ میں اماماً مھدیا کہا گیا اُسے کافرو دجال قرار دیا گیا۔ (نعوذ باللہ) ان علماء سو کے کردار کا یہ حال ہے کہ ابتداء میں جب بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ کیا تو ان علماء نے بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو انگریزوں کا دشمن کے طور پر اظہار کیا۔ مثلاً مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ایک طرف تو یہ لکھ رہے تھے کہ ”سلطان روم ایک اسلامی بادشاہ ہے لیکن امن عام اور حسن انتظام کے لحاظ سے (مذہب سے قطع نظر) برٹش گورنمنٹ بھی مسلمانوں کے لئے کچھ کم فخر کا موجب نہیں۔ اور خاص کر گروہِ اہلحدیث کے لئے یہ سلطنت بلحاظ امن وآزادی بڑھ کر فخر کا محل ہے۔ (اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۰ جلد ۶ صفحہ ۲۹۲)

”دوسری طرف حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے خلاف مخبری کرکے انگریزی حکومت کو آپؑ کے خلاف بھڑکانے کیلئے لکھا۔

اس (مرزا غلام احمد) کے دھوکے پر یہ دلیل ہے کہ دِل سے وہ گورنمنٹ غیر مذہب کی جان مارنے اور اس کا حال لوٹنے کو حلال ومباح جانتا ہے ...... لہٰذا گورنمنٹ کو اس کا اعتبار کرنا مناسب نہیں اور اس سے پُر عذر رہنا ضروری ہے ورنہ اس مہدی قادیان سے اس قدر نقصان پہنچنے کا احتمام ہے جو مہدی سوڈانی سے نہیں پہنچا“۔

(اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۶ صفحہ ۱۶۸ حاشیہ ۱۸۹۳ء)

اور آج اپنے اقرار وعمل کے برعکس یہ کہا جارہا ہے جماعت احمدیہ سے انگریزوں کے مفادات وابستہ تھے اور جماعت احمدیہ برطانوی سلطنت کے مفادات کے تحفظ کی خاطر وجود میں آئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے پاکستان گورنمنٹ کی طرف سے شائع مزعومہ ”قرطاس البیض“ کے جواب میں اس الزام پر اپنے خطبہ ۸ فروری ۱۹۸۵ بمقام مسجد فضل لندن تفصیلی پر روشنی تاریخی حوالا جات سے ڈالی ہے خاکسار یہاں کچھ اقتباسات پیش کرتا ہے جس سے حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے ۔حضور فرماتے ہیں۔

سب سے پہلی بات جو تحقیق طلب ہے وہ یہ ہے کہ ہندوستان میں انگریز کے مفادات کیا تھے۔ ظاہر بات ہے کہ ہندوستان میں سلطنت برطانیہ کے استحکام سے بڑھ کر انگریزی حکومت کا اور کوئی مفاد نہ تھا اور بجائے اس کے کہ خود اندازہ لگایا جائے کہ انگریزی حکومت کے مفادات کیا تھے کیوں نہ انگریزوں کی حکومت سے وابستہ ان کے سرکردہ لوگوں کی اپنی زبان میں اُن کے مفادات کا میں آپ کے سامنے ذکر کروں۔ کیونکہ انگریزوں کے مفادات تو بہرحال انگریز ہی بہتر جانتے تھے جن کا انگریزی حکومت سے تعلق تھا اور وہ

طاقت کے سرچشمہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آج کے احرار یا کل کے احرار کو کیا پتہ کہ انگریز کے مفادات کیا تھے۔ پس جب تک خود انگریز سے نہ پوچھا جائے اُن کے مفادات کے متعلق ہم کچھ نہیں جان سکتے۔ چنانچہ لارڈ لارنس بہت معروف آدمی ہیں۔ ہندوستان کے وائسرائے بھی رہے ہیں۔ انگلستان کی خدمات بجالانے میں اُن کی شخصیت بہت نمایاں ہے۔ چنانچہ لارڈ لارنس کی زندگی سے متعلق ایک کتاب Lord Laurence's Life کے نام سے بہت مشہور ہے اس کی دوسری جلد صفحہ ۳۱۳ پر اُن کے کچھ خیالات کا ذکر کرتے ہوئے مصنف لکھتا ہے۔

''لارڈ لارنس نے کہا: کوئی چیز بھی ہماری سلطنت کے استحکام کا اس امر سے زیادہ موجب نہیں ہوسکتی کہ ہم عیسائیت کو ہندوستان میں پھیلا دیں''۔

پنجاب میں جہاں قادیان واقع ہے اور جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اسلام کی دفاعی جنگیں لڑنے کی خاطر مامور فرمایا وہاں کے لیفٹینٹ گورنر سر رونلڈ میکلوڈ اس بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

''میں اپنے اس یقین کا بھی اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم سرزمین ہند میں اپنی سلطنت کا تحفظ چاہتے ہیں تو ہمیں انتہائی کوشش کرنی چاہئے کہ یہ ملک عیسائی ہو جائے''۔

The Mission by R.Clark p 47 London 1904)

اسی طرح اُس زمانہ کے وزیر ہند سر چارلس وڈ نے یہ اعلان کیا:

''میرا ایمان ہے کہ ہر وہ نیا عیسائی جو ہندوستان میں عیسائیت قبول کرتا ہے، انگلستان کے ساتھ ایک نیا رابطہ اتحاد بنتا ہے اور ایمپائر کے استحکام کیلئے ایک نیا ذریعہ ہے''۔ (The Mission P 234)

یہ ۱۸۶۲ء کی بات ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عنفوانِ شباب کے دن تھے۔

۱۸۶۲ء ہی میں لارڈ پامرسٹن وزیر عظیم انگلستان نے اس بارہ میں اپنے خیال کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

''میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب اپنے مقصد میں متحد ہیں یہ ہمارا فرض ہی نہیں بلکہ خود ہمارا مفاد بھی اس امر سے وابستہ ہے کہ ہم عیسائیت کی تبلیغ کو جہاں تک بھی ہوسکے فروغ دیں اور ہندوستان کے کونے کونے میں اس کو پھیلائیں''۔ (The Mission p 234)

پس یہ تھے انگریزی حکومت کے مفادات ہندوستان میں جن کے متعلق آج یہ کہا جارہا ہے کہ یہ مفادات جماعت احمدیہ کے سپرد کئے گئے کہ وہ ان انگریزی مفادات کی حفاظت کریں۔ حالانکہ یہ وہ دور ہے جس میں بڑی تیزی کے ساتھ ہندوستان میں شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب تک عیسائی مشنریوں کا ایک جال پھیلا دیا گیا تھا۔ یہ وہ دور ہے جب کہ مسلمانوں میں دفاعی قوت بالکل ختم ہوچکی تھی اور کوئی نہیں تھا جو مسلمانوں کی طرف سے عیسائیت سے ٹکر لے اور ان پادریوں کے دجل کا پردہ چاک کرسکے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع مزید فرماتے ہیں:۔

''یہ وہ دور تھا جبکہ بڑے بڑے معزز خاندان حتیٰ کہ بعض سیدزادے اور بڑے بڑے علماء اور سجادہ نشین اور پیر فقیر بھی حلقہ بگوش عیسائیت ہورہے تھے اور اسلام کے خلاف نہایت گندی کتابیں لکھنے لگے تھے۔ یہ وہ دور تھا جبکہ پادری فنڈر نے نیز پادری عماد الدین اور بعض دوسرے عیسائی پادریوں نے جو اسلام سے مرتد ہوکر عیسائیت قبول کرچکے تھے اسلام کے خلاف اتنی گندی کتابیں شائع کیں اور بانی اسلامؐ کے خلاف ایسا خوفناک زہر اُگلا کہ جس نے بعض ہندو اخبارات مثلاً شمس الاخبار لکھنؤ ۱۵؍اکتوبر ۱۸۷۵ء جلد ۷ نمبر ۱۵ کو بھی یہ لکھنے پر مجبور کردیا کہ ایک عذر تو ۱۸۵۷ کا تھا اب اگر اس دور میں کوئی عذر ہوا تو وہ ان پادریوں کے ان گندے حملوں کے نتیجہ میں رونما ہوگا جو یہ لوگ اسلام پر کررہے ہیں۔ مثلاً امہات المؤمنین کے نام سے ایک انتہائی دلآزار اور گندی کتاب شائع ہوئی جس میں آنحضرت ﷺ اور آپؐ کی ازواجِ مطہرّات کے خلاف گندے اتہامات لگائے گئے ہیں اس کے مصنف ہیں (ڈاکٹر) احمد شاہ شائق سابق میڈیکل آفیسر لیہ۔ لداخ ملک تبت خورد اور یہ کتاب پرشوتم داس عیسائی نے گوجرانوالہ شعلہ پریس سے شائع کی''۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:۔

''اُس دور کے بارہ میں اِسلام کے ان نام نہاد مجاہدین اسلام کو یہ عجیب وغریب بات سوجھی ہے کہ عیسائیت اور انگریزی سلطنت کے مفاد کی حفاظت کا الزام ایک ایسے شخص پر عائد کرتے ہیں جس نے انگریزوں کے خدا ہی کو ماردیا اور جس نے عیسائیت کی بنیادوں پر ایسے حملے کئے کہ عیسائیت کو پھر اپنی جان چھڑانی ممکن نہ رہی۔ کیا یہ ترکیب ہے احمدیت کے دشمنوں کے نزدیک انگریزی حکومت کی جس سے اس کے عظیم مفاد کی حفاظت اور عیسائیت کے فروغ کی توقع کی گئی تھی اور جس سے عیسائی حکومگت کی جڑیں مضبوط ہونے اور استحکام حاصل ہونے کی انگریز کو اُمید تھی؟''

دیکھنا یہ ہے کہ اُس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا فرمارہے تھے اور دنیا کو کس زبان میں مخاطب کررہے تھے اور اہل اِسلام کو کس طرح جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر جگا رہے تھے۔ ایک طرف لندن سے یہ آواز اُٹھ رہی تھی کہ انگریزوں کے مفادات اس بات سے وابستہ ہیں کہ ہندوستان میں عیسائیت کو جتنی جلد ہوسکے پھیلا دیا جائے تو دوسری طرف قادیان کی ایک چھوٹی سی بستی سے خفتگانِ اہل اسلام کو جگانے کیلئے یہ صور پھونکا جارہا تھا کہ:۔

''دیکھو اے غافلو دیکھو! کہ اسلامی عمارت کو مسمار کرنے کیلئے کس درجہ کی یہ کوشش کررہے ہیں اور کس کثرت سے ایسے وسائل مہیا کئے گئے ہیں اور اُن کے پھیلانے میں اپنی جانوں کو بھی خطرہ میں ڈال کر اور اپنے مال کو پانی کی طرح بہا کر وہ کوششیں کی ہیں کہ انسانی طاقتوں کا خاتمہ کردیا ہے۔ یہاں تک کہ نہایت شرمناک ذریعے اور پاکیزگی کے برخلاف منصوبے اس راہ میں ختم کئے گئے اور سچائی اور ایمانداری کے اُڑانے کے لئے طرح طرح کی سرنگیں طیار کی گئیں اور اسلام کے مٹادینے کیلئے جھوٹ اور بناوٹ کی تمام باریک باتیں نہایت درجہ کی جانکاری سے پیدا کی گئیں...... لہٰذا اس بات پر قطع اور یقین کرنا چاہئے کہ وہ مسیح دجال جو گرجا سے نکلنے والا ہے یہی لوگ ہیں جن کے سحر کے مقابل پر معجزہ کی ضرورت تھی اور اگر انکار ہے تو پھر زمانہ گزشتہ کے دجالین میں سے ان کی نظیر پیش کرو۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۳۶۵-۳۶۶)

صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی وہ واحد شخصیت ہیں جنہوں نے عیسائی مذہب کو دجالیت قرار دیا اور عیسائیت پر بڑے شدید حملے کئے۔۔۔

ورنہ علماء میں سے تو کئی عیسائی ہو ہو کر اور اسلام کو ترک کرکے عیسائیت کی تائید میں اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے خلاف نہایت ہی ناپاک حملے کررہے تھے۔ یہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی تھے جو عیسائیت پر کاری ضربیں لگا رہے تھے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:۔

''خوب یاد رکھو کہ بجز موتِ مسیح صلیبی عقیدہ پر موت نہیں آسکتی سو اس سے فائدہ کیا کہ برخلاف تعلیم قرآن اُس کو زندہ سمجھا جائے اُس کو مرنے دو تا یہ دین زندہ ہو''۔ (کشتی نوحؑ صفحہ ۱۵)

اسی طرح آپؑ نے سالانہ جلسہ قادیان میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

''وفات مسیحؑ اور حیات اسلام یہ دونوں مقاصد باہم بہت بڑا تعلق رکھتے ہیں اور وفات مسیحؑ کا مسئلہ اس زمانہ میں حیاتِ اسلام کے لئے ضروری ہوگیا ہے''۔

پھر فرماتے ہیں:

''حیات مسیحؑ سے جو فتنہ پیدا ہوا ہے وہ بہت بڑھ گیا ہے...... حضرت عیسیٰؑ کی حیات اوائل میں تو صرف ایک غلطی کا رنگ رکھتی تھی مگر آج یہ غلطی ایک اژدہا بن گئی ہے جو اسلام کو نگلنا چاہتی ہے...... اسلام تنزل کی حالت میں ہے اور عیسائیت کا یہی ہتھیار حیات مسیحؑ ہے جس کو لیکر وہ اسلام پر حملہ آور ہورہے ہیں اور مسلمانوں کی ذرّیت عیسائیوں کا شکار ہورہی ہے...... اس لئے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اب مسلمانوں کو متنبہ کیا جاوے۔

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۳۳۶-۳۳۷ اور ۳۴۵)

پھر فرمایا کہ:۔

''تم عیسیٰؑ کو مرنے دو کہ اس میں اسلام کی حیات ہے ایسا ہی عیسیٰؑ موسوی کی بجائے عیسیٰؑ محمدیؐ آنے دو کہ اس میں اسلام کی عظمت ہے''۔

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۴۵۸)

پھر آپؑ عربی کلام میں فرماتے ہیں:

وَقَد جَآءَ یَوْمُ اللّٰہِ فَالْیَوْمَ رَبُّنَا یُدَقِّقُ
اَجْـزَاءَ الـصَّـلِیْـبِ وَیَـکْسِـرْ

یقیناً اب خدائی جنگوں کا دن آگیا ہے۔ پس آج ہمارا رب صلیب کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کردیگا

وَالْبَغِیْ مِنَ الْمَوْلٰی نَعِیْمًا یَّسُرُّنِیْ
وَمَا ھُوَاِلَّا فِی الصَّلِیْبِ یُکَسِّرُ

میری ایک ہی خواہش اور مراد ہے جس پر میری خوشی موقوف ہے اور وہ خواہش یہ ہے کہ صلیب پارہ پارہ ہو جائے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں:۔

وَاللّٰـہِ اِنِّیْ اُکَسِّرَنَّ صَلِیْبَکُمْ
وَلَوْ مُزِّقَتْ ذَرَّاتُ جِسْمِیْ وَاُکْسَرُ

اور اے عیسائیو! خدا کی قسم میں تمہاری صلیب کو پارہ پارہ کرکے رہوں گا خواہ اس راہ میں میرے جسم کی دھجیاں اُڑ جائیں اور میں ٹکڑے ٹکڑے کردیا جاؤں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:۔

''یہ ہے اسلام کا وہ بطل جلیل جسے گویا ان نادانوں کے نزدیک انگریز نے خود اپنی سلطنت کے استحکام اور مفادات کی حفاظت کی خاطر کھڑا کیا تھا۔ درآنحالیکہ وہ جس صلیب کو توڑنے کے درپے تھا اُس زمانہ کے علماء عیسائیوں کی تائید اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقابلہ کررہے تھے۔ چنانچہ شدید مخالفتوں کے وقت جبکہ ایک طرف عیسائیت اور دوسری طرف اسلام کا جھگڑا تھا ایک طرف بڑے بڑے عیسائی پادری تھے، اور دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے جو اسلام کے جرنیل کے طور پر اسلام کی تائید میں عیسائیوں سے ٹکر لے رہے تھے۔ ایسے نازک وقت میں بھی احمدیت کے مخالف علماء کا یہ کردار رہا ہے کہ جب کبھی انہیں موقعہ ملتا تو وہ ہرگز عیسائی مناظرین کی تائید سے گریز نہ کرتے۔ چنانچہ امرتسر میں ڈاکٹر ہنری کلارک کے ساتھ جو مشہور مباحثہ ہوا تو اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اشتہار کے ذریعہ اس بات سے ہندوستان کے تمام مسلمانوں کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا:

''ایک مجمل پیغام مجھ کو امرتسر سے پہنچا کہ بعض مولوی صاحب یہ کہتے ہیں کہ اس مباحثہ میں اگر مسیحؑ کی وفات حیات کے بارہ میں بحث ہوتی تو ہم اس وقت ضرور ڈاکٹر کلارک صاحب کے ساتھ شامل ہوجاتے۔ لہٰذا عام طور پر شیخ جی اور اُن کے دوسرے رفیقوں کو اطلاع دی جاتی ہے (شیخ جی سے مراد اہلحدیث کے مشہور مولوی محمد حسین صاحب ہیں۔ ناقل) بلکہ قسم دی جاتی ہے کہ یہ بخار بھی نکال لو''۔

(ایک سچائی کا اظہار صفحہ ۷۴ روحانی خزائن جلد ۸)

بہر حال یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی تھے جو ایک طرف عیسائیوں سے برسرِ پیکار تھے اور صلیبی عقائد پر تابڑ توڑ حملے کررہے تھے جبکہ دوسری طرف مسلمان علماء تھے جو آج احمدیوں کو گردن زدنی سمجھتے ہیں اور جھوٹے الزام لگا رہے ہیں کہ احمدی انگریز کی حمایت کیلئے کھڑے ہوئے تھے۔ لیکن اُس وقت ان کا کردار اسلام کی پشت پر خنجر گھونپنے کے مترادف تھا۔

تو کون تھا انگریز کا حمایتی، ان کے خدا کو زندہ کرنے والا یا اُن کے خدا کو مارنے والا؟ اتنی چھوٹی اور معمولی سی بات بھی جن عقلوں میں نہ آئے اُن عقلوں کے متعلق انسان کیا کہہ سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''پادریوں کی تکذیب انتہاء تک پہنچ گئی تو خدا نے

(باقی صفحہ 9 پر ملاحظہ فرمائیں)

آنکھیں۔نعمتِ عظمیٰ

نصیر احمد عارف۔قادیان

خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بیشمار عطیات سے نوازا ہے۔ان عطیات میں سے ایک نہایت حسین اور انمول عطیہ آنکھیں ہیں جو ہمارے چہرے کی خوبصورتی تو ہیں ہی ساتھ ہی ساتھ ہماری زندگی کی ترقیات کا پیش خیمہ بھی ہیں۔دنیا کی ہر رنگینی،حسن اور خوبصورتی ہم ان کے ذریعہ دیکھتے ہیں۔آپ صرف ایک منٹ کے لئے اپنی آنکھیں بند کرلیں تو آپ کو اس حسین اور انمول نعمت کی قدر و قیمت کا احساس ہوگا۔ذرا سوچیں جن کے پاس یہ نعمت نہیں ہے یا چھن گئی ہے ان کا کیا حال ہوگا۔اس لئے ہم کو اس بے بہا قیمتی خزانہ کی خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے حفاظت کرنی چاہیئے اور اسے اچھے اور قدرتی طریق سے استعمال کرنا چاہیئے تاکہ یہ زیادہ وقت تک صحیح رہیں۔اور ہمیں علاج سے زیادہ اپنی آنکھوں کا پورا خیال رکھنا چاہیئے تاکہ ایسا نہ ہو کہ ہماری دنیا میں بھی اندھیرا چھا جائے۔

آنکھیں ہمارے جسم کا بہت ہی اہم اور نازک حصہ ہیں جو ہمارے جسم میں سے تقریباً چالیس فیصد یا اس سے زیادہ انرجی لیتی ہیں۔ہمارے جسم کو جب بھی کسی عارضہ سے دوچار ہونا پڑتا ہے تو اس کے لئے جو بھی ادویات ہم استعمال کرتے ہیں ان ادویات سے ہماری قیمتی آنکھیں متاثر ہوتی ہیں اس لئے ہمیں ادویات میں کمی کرنی چاہیئے اور ایسے قدرتی ذرائع اپنانے چاہئیں جس سے ہمارا جسم تندرست رہے اور ہم کو کم سے کم ادویات استعمال کرنی پڑیں۔ہمیشہ اس بات کا خیال رہے کہ آپ کے جسم میں خون کی کمی نہ ہو۔آپ ذیابیطس (شوگر) کا شکار نہ ہوں۔آپ کا بلڈ پریشر صحیح رہے آپ کے جگر اور گردے خراب نہ ہوں۔اگر آپ مندرجہ بالا بیماریوں سے بچے رہیں گے تو آپ ادویات بھی کم لیں گے۔اور اس طرح آپ کی آنکھیں بھی متاثر نہ ہوں گی۔اسی طرح ہمیں اپنی صحت کو ٹھیک اور برقرار رکھنے کے لئے نشہ آور چیزوں سے بھی بچنا چاہیئے۔مثلاً سگریٹ،بیڑی،تمباکو،شراب وغیرہ

آپ کو اپنی آنکھوں کی صفائی کا بھی بہت خیال رکھنا چاہیئے اور ہرگز کسی گندے کپڑے وغیرہ سے انکو صاف نہیں کرنا چاہیئے بلکہ اس کے لئے علیحدہ صاف ستھرا رومال رکھیں اور اسی طرح آپ جب بھی غسل کریں یا وضوء کریں تو آنکھوں میں پانی کے چھینٹے ضرور دیں تاکہ یہ دھل جائیں اور خاص طور پر رات کو سونے سے پہلے آنکھیں پانی سے دھو لینی چاہئیں تاکہ سارے دن کا گرد و غبار دھل جائے اور سونے کے بعد یہ ہماری آنکھوں کو نقصان نہ پہنچائے۔مکھیوں کو آنکھوں پر بیٹھنے نہ دیں کیونکہ ان کے ذریعہ بیشمار جراثیم ہماری آنکھوں میں چلے جاتے ہیں اور ہماری آنکھیں متاثر ہوتی ہیں۔اسی طرح ہوا اور آندھی سے اوڑ کر ہماری آنکھوں میں پڑنے والی مٹی بیشمار جراثیم اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہوتی ہے اس سے بھی ہمیں اپنی آنکھوں کو بچانا چاہیئے۔تیز دھوپ اور روشنی،دھواں وغیرہ بھی ہماری آنکھوں کے لئے نقصان دہ ہیں۔صبح کی سیر ہماری آنکھوں کے لئے نہایت مفید ہے۔ہم کو اسے باقاعدہ اپنا لینا چاہیئے۔کیونکہ صبح کی ہوا تازہ،صاف اور شفاف ہوتی ہے۔یہ جہاں ہمارے بیشمار جسمانی عوارض کے لئے مفید ہے وہاں آنکھوں کے لئے بھی بے حد مفید ہے۔کیونکہ سبزہ اور ہریالی ہماری آنکھوں کو تازگی دیتے ہیں اور ایک خاص انرجی ہماری آنکھوں کو ملتی ہے۔آنکھوں کی صحت کے لئے ہمیں اپنے ناک میں پانی ڈال کر اسے صاف کرنا چاہیئے اور غرارے کرنے کی بھی عادت اپنانی چاہیئے۔اور دھوپ میں ہلکے رنگوں کی عینک استعمال کرنی چاہیئے۔تیز اور گاڑھے رنگ کی عینک سے ہماری آنکھیں تھک جاتی ہیں اور اس سے ہمیں جسمانی تھکاوٹ بھی محسوس ہونے لگتی ہے۔آنکھوں کی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے ہمیں وٹامن A کا زیادہ استعمال کرنا چاہیئے اور ان سبزیوں اور پھلوں کا استعمال کرنا چاہیئے جن میں وٹامن A کی مقدار زیادہ ہوتی ہے مثلاً گاجر،ٹماٹر،چقندر،آلو بخارا اور تربوز وغیرہ۔اگر ہم گاجر کے جوس یا گاجر کے حلوے کی بجائے مکمل گاجر یعنی کچی گاجر استعمال کریں تو ہمیں وٹامن A زیادہ مقدار میں ملے گی کیونکہ اس میں بہت سا وٹامن A پایا جاتا ہے۔دودھ دہی،مکھن،انڈا اور مچھلی بھی ہماری آنکھوں کے لئے بے حد مفید ہیں۔اس لئے اس کے استعمال کو بھی معمول بنالیں۔سونف،بادام اور مونگ پھلی سے بھی ہم کو کافی وٹامن A ملتا ہے۔اگر ہم وٹامن A کے ساتھ ساتھ وٹامن C بھی استعمال کریں تو اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ فالتو مادہ ہمارے جسم سے نکل جائے گا اور ہمارا جسم بشمول آنکھیں تندرست رہے گا۔اور ہمیں ادویات کی ضرورت نہیں پڑے گی۔وٹامن C ہمیں لیموں کے ذریعہ بہت ملتا ہے اور لیموں آج کل سال بھر مل جاتے ہیں۔اگر ہمارے اندر خون کی مقدار پوری ہے تو بھی ہم کئی بیماریوں سے بچ جاتے ہیں اور اس کیلئے ہم کو فولاد کا استعمال ضرور کرنا چاہیئے۔فولاد ہری اور پتے دار سبزیوں میں بہت زیادہ مقدار میں پایا جاتا ہے۔مثلاً پالک،مولی،شلجم،بند گوبھی،کھیرا،تر،کدو،ٹینڈہ،کریلا۔وغیرہ ان کا چھلکا کم مقدار میں اتاریں کیونکہ فولاد چھلکا میں زیادہ پایا جاتا ہے۔فولاد کے تیار شدہ سیرپ بھی بازار میں مل جاتے ہیں وہ بھی استعمال کئے جاسکتے ہیں۔اور جب ہمارے جسم میں فولاد کی مقدار کافی ہوگی تو ہماری آنکھیں بھی برقرار رہیں گی۔

آنکھوں کی بہتری کے لئے ہمیں مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے:

☆ پڑھتے وقت کافی احتیاط برتنی چاہیئے اور کبھی بھی کم روشنی میں نہیں پڑھنا چاہیئے۔پڑھتے وقت کتاب پر روشنی پڑنی چاہیئے تاکہ آنکھوں پر زور نہ پڑے اور وہ متاثر نہ ہو۔

☆ کتاب اور آنکھوں میں کم از کم ایک یا سوا فٹ کا فاصلہ ہو۔لیٹ کر یا جھک کر کبھی نہ پڑھیں۔یہ طریق آنکھوں کو تھکا دیتا ہے اور تکلیف کا بھی باعث بنتا ہے۔اکثر بچے جھک کر یا لیٹ کر پڑھتے ہیں یہ طریق ان کے لئے بہت نقصان دہ ہوسکتا ہے۔اس سے ان کی آنکھیں خراب ہوں گی۔اور عینک کا نمبر بڑھ جائے گا۔

☆ چلتی گاڑی میں پڑھنا بھی آنکھوں کے لئے نقصان دہ ہے۔

☆ جب آپ پڑھنے بیٹھیں تو لگاتار نہ پڑھیں بلکہ ہر آدھ گھنٹہ بعد پڑھنا چھوڑ دیں اور آنکھوں کو بند کرکے آرام دیں اس سے آپ کی آنکھوں کی تھکاوٹ دور ہوگی۔

☆ خواتین جب بھی باریک کام کریں مثلاً سلائی،کڑھائی وغیرہ تو اس دوران بھی اپنی آنکھوں کو ضرور آرام دیں۔

☆ اگر آپ کو کام کرتے ہوئے یا پڑھتے ہوئے آنکھوں میں جلن ہو،آنکھیں سرخ ہوجائیں،سر میں درد ہو اور دھندلا نظر آئے،سُستی محسوس ہو یا نیند آئے تو فوراً آنکھوں کے ڈاکٹر سے رجوع کریں۔ہوسکتا ہے کہ آپ کو عینک لگے۔اپنے بچوں کا بھی خیال رکھیں کیا ان کی نظر ٹھیک ہے تاکہ ان کا علاج بھی بروقت ہوسکے۔

☆ اگر آپ لگاتار ڈرائیونگ کرتے ہیں یا ٹی وی دیکھتے ہیں تو اپنی آنکھوں کو ادھر اُدھر ہلاتے رہیں کیونکہ لگاتار ایک جگہ نظر مرکوز رہنے سے آنکھیں تھک جاتی ہیں۔اگر اس دوران آپ کو تھکاوٹ محسوس ہو تو نظر ضرور چیک کروائیں۔ڈرائیونگ کرتے وقت سادہ عینک کا ضرور استعمال کریں تاکہ آلودہ مٹی آپ کی آنکھوں میں نہ جائے اور زہریلے کیڑے مکوڑوں سے آپ کی آنکھیں بچی رہیں۔اگر آپ کی آنکھ میں کچھ پڑ جائے تو ہرگز نہ ملیں بلکہ پانی کی چھینٹوں سے آنکھ صاف کریں۔

آج کل کمپیوٹر کا دور ہے اور اکثر کام کمپیوٹر پر ہوتے ہیں اور بعض افراد کو تو گھنٹوں کمپیوٹر پر بیٹھنا پڑتا ہے اس لئے کمپیوٹر استعمال کرنے والوں کو آنکھ اور کمپیوٹر کے درمیان ڈیڑھ فٹ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے اور ہر آدھ گھنٹے بعد اپنی آنکھیں بند کرکے اُن کو آرام دینا چاہیئے۔اور سائیڈ بدل کر بھی آرام کریں تاکہ آپ کے اعصاب تندرست رہیں۔اگر آپ کو عینک لگی ہوئی ہے تو اسکے شیشے صاف رکھیں۔رات کو سوتے وقت عینک اُتار دیں اور اسے محفوظ طریق پر رکھیں تاکہ شیشوں پر خراش نہ آئے۔ہر تین ماہ بعد اپنی نظر چیک کرواتے رہیں۔بالوں اور کپڑوں پر سپرے یا خوشبو لگاتے وقت آنکھیں بند رکھیں تاکہ یہ آپ کی آنکھوں میں نہ جائے۔

بچوں کی آنکھوں کا عارضہ جتنی جلدی پتہ لگ جائے تو اچھا ہے کیونکہ پھر علاج بھی آسان ہوجاتا ہے۔بچہ جب بڑھ رہا ہوتا ہے یعنی سات سے چودہ سال تک تو اسکو غذائیت سے بھرپور غذا دی جائے تاکہ اسکی گروتھ صحیح ہو اور آنکھوں کا نمبر بھی کم ہوجائے۔پس بر وقت مناسب غذا اور دیکھ بھال علاج سے بہتر ہے۔بچوں کی آنکھوں کا بہت خیال رکھیں اور انہیں کوئی ایسی نوکیلی چیز نہ تھمائیں جو آنکھوں کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔

علاج کے ساتھ ساتھ دعا بھی کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو صحت سے رکھے اور ہمارے تمام قویٰ ہر وقت صحیح سلامت رہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہم خدا تعالیٰ کی ان دی ہوئی نعمتوں کی کما حقہ حفاظت بھی کریں تاکہ صحت مند رہیں۔

☆☆☆

قطعات

شکر کر جو بھی کرے مولا عطا
راضی رہنا اپنے مولا پر سدا
شکر جتنا کر سکے مومن تو کر
تجھ پہ ہوگا مہرباں تیرا خدا

تو ہے سب ملکوں کا مالک تو ہے دُنیا کا خدا
جس کو چاہے عزت و تکریم تو کر دے عطا
کوئی بندہ فضل تیرا روک سکتا ہی نہیں
جس پہ چاہے تو چلادے اپنے فضلوں کی ہوا

(خواجہ عبدالمومن اوسلو۔ناروے)

حالات حاضرہ

عرب دنیا میں اُٹھی بے چینی اور پس پردہ عوامل

محمد یوسف انور۔قادیان

حکم خداوندی

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حاکم وقت کی اطاعت کرو۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ جس نے حاکم وقت کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی جو حاکم وقت کا نافرمان ہے وہ میرا نافرمان ہے۔

(مسلم کتاب الامارۃ)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ معاملات شدت اختیار کرتے جائیں گے دنیا پر ادبار چھا جائے گا لوگ بخیل ہو جائیں گے شریر لوگ قیامت کا منظر دیکھیں گے۔ ایسے ہی نازک حالات میں اللہ تعالیٰ کا مامور ظاہر ہوگا۔ عیسیٰؑ کے سوا اور کوئی مہدی نہیں (یعنی مسیحؑ ہی مہدی ہوں گے) (ابن ماجہ باب شدۃ الزمان صفحہ ۳۵۷ کنز العمال صفحہ ۱۸۶)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہاری حالت کیسی ہوگی جب ابن مریم یعنی مثیل مسیح تم میں نازل ہوگا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ تم میں سے ہونے کی وجہ سے وہ تمہاری امامت کے فرائض سر انجام دے گا۔ (بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریم و مسند ۲/۳۳۶)

حال ہی میں پہلے مصر پھر لیبیا، شام اور دیگر بعض عرب ممالک میں بے چینی کی لہر اُٹھی اور ابھی بھی جاری ہے نیز نامساعد حالات پیدا ہو گئے اپنے ہی ملک میں عوام اپنے حاکم وقت کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے اور بغاوت کرنے لگے اور طاقت کا استعمال کیا جو کہ قرآن اور احادیث رسول کی تعلیم کے خلاف ہے۔

حضرت عوف بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تمہارے بہترین سردار وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں۔ تم ان کیلئے دعا کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے دُعا کرتے ہیں۔ تمہارے بدترین سردار وہ ہیں جن سے تم بغض رکھتے ہو اور وہ تم سے بُغض رکھتے ہیں۔ تم ان پر لعنت بھیجتے ہو اور وہ تم پر لعنت بھیجتے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ اس پر ہم نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ ہم ایسے سرداروں کو ان سے جنگ کر کے ہٹا کیوں نہ دیں؟ آپ نے فرمایا۔ نہیں جب تک وہ تم میں نماز قائم کرتے ہیں اور تمہارے دینی معاملات میں دخل نہیں دیتے۔

(مسلم کتاب الامارۃ باب خیار الائمۃ و شرارھم)

اس حدیث اور مندرجہ بالا حکم خداوندی سے صاف پتہ لگتا ہے کہ ہر حال میں حاکم وقت کی اطاعت ضروری ہے خواہ وہ کوئی ہو جبکہ وہ بنیادی حقوق سے کسی کو محروم نہ کرتا ہو اگر کسی حاکم میں کوئی کمی نظر آجائے تو اُس حاکم کے بہتر اور صحیح راستے پر چلنے کیلئے دُعا کرنی چاہیے اپنا معاملہ خدا کے سپرد کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ ظالم اور غیر منصف حاکم کو خود ہی کسی نہ کسی طرح اقتدار سے ہٹا دے گا۔ لیکن بغاوت قطعاً جائز نہیں۔

اندرونی انتشار اور بغاوت نے غیر ملکی مداخلت کو موقعہ فراہم کیا:

حال میں جو لیبیا پر غیر ملکی مداخلت کی گئی اور فوجی طاقت کا استعمال کیا گیا دراصل یہ ایک بہانہ تھا جس کی وجہ سے امریکہ برطانیہ فرانس وغیرہ نے لیبیا پر تابڑ توڑ حملے کئے اور میزائل گرائے جس سے کافی مالی و جانی نقصان ہوا اور ہو رہا ہے۔ اس سے پہلے مصر میں بھی موجودہ حاکم کے خلاف آواز بلند ہوئی۔ دراصل مسلم ممالک کے حکام مال و دولت میں مگن ہیں اور تاناشاہی راج کر رہے ہیں۔ حقیقی اسلامی تعلیم سے بے بہرہ ہیں۔ افسوس اس بات کا ہے کہ جس نبی پاک کی امت ہونے کا مسلمان دعویدار ہیں۔ اُس کی تعلیم کو بھلا بیٹھے۔ آج کے دور میں یہ مسلمان ممالک اسلام سے کوسوں دور ہیں بلکہ اسلام اور بانی اسلام کی بدنامی کا موجب بن رہے ہیں۔

مسلم ممالک کا لائحہ عمل پایۂ تکمیل کیوں نہیں پہنچتا:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْكُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔ (آل عمران آیت ۱۰۴)

ترجمہ: اور تم سب کے سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور پراگندہ مت ہو اور اللہ کا احسان جو اس نے تم پر کیا ہے یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی جس کے نتیجہ میں تم اس کے احسان سے بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کی گڑھے کے کنارے پر (کھڑے) تھے تو اس نے تمہیں بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ شاید تم ہدایت پا جاؤ۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ (الحجرات آیت ۱۱)

ترجمہ: سب مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ پس اگر کبھی اختلاف ہو تو دوسرے بھائیوں کو چاہئے کہ صلح کروا دیں اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔

آج سے چودہ سو سال قبل مکہ اور مدینہ میں جو لائحہ عمل آنحضرت ﷺ نے پیش فرمایا اُس کو بصدق دل قبول کیا گیا اور اُس پر عمل ہوا جس سے عرب کی کایا پلٹ گئی۔ دشمنی دور ہو گئی، دوست دشمن سب بھائی بھائی بن گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی خاص تائید و نصرت فرمائی اور ان کی تمام مشکلات دور کر دی گئیں۔ عرب میں گویا ایک نئی زمین اور نیا آسمان وجود میں آیا یہاں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو خبردار کیا تھا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جاتا ہوں قرآن مجید اور اپنی سنت جب تک تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رکھو گے کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ مسلمانوں نے قرآن مجید کی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات وارشادات کو فراموش کر دیا اور خدا اور اُس کے رسول کے دین سے دور ہو گئے اور نام کے مسلمان رہ گئے۔ اس کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح رنگ میں فرما دی تھی کہ عنقریب ایسا وقت آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ اس زمانے کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ ان میں سے ہی فتنے اُٹھیں گے اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے یعنی تمام خرابیوں کا وہی سرچشمہ ہوں گے۔

(کنز العمال صفحہ ۱۹۰)

قارئین! آج سے قریباً 120 سال قبل اسلام کی حالت بہت نازک تھی اسلام پر حملے ہو رہے تھے اندرونی طور پر مسلمان دینی و روحانی لحاظ سے بہت کمزور تھے اور غلط عقائد اور رسم و رواج اور بدعات میں پڑ گئے تھے اور آپسی اختلافات کی وجہ سے منتشر ہو گئے تھے۔ کوئی والی وارث نہ تھا دوسری طرف دجالی فتنہ کا دور دورہ تھا اور وہ پوری طاقت کے ساتھ اسلام پر حملہ آور تھا اُس وقت کوئی بھی اسلام کے دفاع کیلئے سامنے نہیں آیا سوائے ایک شخص کے جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف الفاظ میں پیشگوئی فرمائی تھی کہ:۔

خبردار رہو کہ عیسیٰ بن مریم (مسیح موعود) اور میرے درمیان کوئی نبی یا رسول نہیں ہوگا۔ خوب سن لو کہ وہ میرے بعد اُمت میں میرا خلیفہ ہوگا۔ وہ ضرور دجال کو قتل کرے گا صلیب (یعنی صلیبی عقیدہ) کو پاش پاش کر دے گا اور جزیہ ختم کر دے گا (یعنی اس کا رواج اُٹھ جائے گا) کیونکہ اس وقت میں (مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہو جائے گا) یاد رکھو جسے بھی اُن سے ملاقات کا شرف حاصل ہو وہ انہیں میرا سلام ضرور پہنچائے۔

دجال سے مُراد ایک بڑا گروہ ہے:

قارئین! دجال کے معنی ایک بڑے گروہ کے ہیں جو اپنے آدمیوں کی کثرت سے زمین پر چھا جائے گا اور کہا گیا ہے کہ وہ ایک گروہ ہوگا جو تجارت کا سامان لئے پھرے گا۔ اسی طرح مشکوٰۃ باب قصص ابن صیاد صفحہ ۴۷۸ میں بھی آنحضرت ﷺ نے دجال کا ذکر فرمایا ہے میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں اور ہر نبی نے اپنی قوم کو اُس سے ڈرایا ہے۔

دجال کے فتنہ کا علاج بتاتے ہوئے آپؐ فرماتے ہیں:

فمن ادركه فليقرا عليه فواتح سورة الكهف۔ (مشکوٰۃ باب ذکر الدجال صفحہ ۴۷۳ ایک حدیث میں ہے من قرأ عشر ايات من اخر ماثمّ خرج الدجال لم يسلط عليه (کنز العمال جلد ا صفحہ ۱۴۴)

جو شخص اُسے پائے تو اس پر سورہ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے اور وہ شخص سورہ کہف کی دس پچھلی آیات پڑھتا رہا تو دجال جب نکلے گا تو اس پر مسلط نہیں ہو سکے گا۔ آنحضرت ﷺ کی احادیث کی روشنی میں ہم جب قرآن مجید کی سورہ الکہف دیکھتے ہیں رتو وہاں ابتدائی آیات میں لکھا ہوا ہے کہ:

ارشاد نبویؐ
اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222
2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرحیم جیولرز
پروپرائیٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ: خورشید کلاتھ مارکیٹ
حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون 629443

وَّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا۔مَالَھُمْ بِہٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰ بَآئِھِمْ کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا۔(الکھف ۵۔۶)

ان آیات پرغورکرنے سے ہرعقلمند یہ سمجھ سکتا ہے کہ دجالیت عیسائیت ہی کا نام ہے۔ بالخصوص عیسائیوں کے مذہبی رہنما پادری دجال ہیں جنہوں نے ابن اللہ کاعقیدہ ایجاد کیا جوسراسر عقل کے خلاف ہے۔ جسے وہ دجل اور فریب سے پھیلانے میں مصروف نظر آتے ہیں۔قرآن مجید نے ان کے دجل کے واضح کر کے اسے دنیا پر آشکار کر دیا۔

فرمانِ نبویؐ بعثت مسیح موعودؑ:

قارئین! حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وصلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ پر سورۃ الجمعہ کی آیت واخرین منھم لما یلحقوا بھم نازل ہوئی۔میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول وہ کون لوگ ہیں۔آپؐ نے جواب مرحمت فرمایا تو میں نے تین مرتبہ دریافت کیا اور حضرت سلمان فارسیؓ بھی ہمارے درمیان بیٹھے ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ حضرت سلمانؓ پر رکھ کر فرمایا:

’’اگر ایمان ثریا کے قریب بھی ہو جائے گا (اپنی دوری کے اعتبار سے) تو ان میں سے کچھ لوگ یا ایک آدمی اسے وہاں سے لے آئے گا۔

(بخاری کتاب التفسیر باب الجمعۃ)

اسی طرح آپ ﷺ نے اُمت کے بارہ میں خبر دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک بنی اسرائیل بہتر گروہ بنے تھے اور میری امت تہتر فرقوں میں متفرق ہوگی۔ وہ سب دوزخ میں جائیں گے مگر ایک گروہ ناجی ہوگا۔صحابہؓ نے عرض کیا وہ کون سا گروہ ہے اے اللہ کے رسول! فرمایا جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب۔

(مشکوٰۃ شریف ترجمہ جلد ا نمبر ۵۷)

حضرت حذیفہؓ بن یمان سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایک ہزار دو سو چالیس سال گزر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ مہدی علیہ السلام کو ظاہر فرمائے گا اور ایک خلق کثیر ان کے ہاتھ پر بیعت کرے گی۔ (النجم الثاقب صفحہ ۰۹)

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کا مسیح موعودؑ کا اعلان:

فرمایا:’’ مجھے اُس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افتراء کرنا لعنتیوں کا کام ہے میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرّہ کے خدا کی اُس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی۔جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے۔اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہوکر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی ہے وہ اُسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۷۔۸)

فرمایا:’’ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی خبر رسول مقبول نے احادیث صحیح میں دی ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔‘‘

(۱۷/اگست ۱۸۹۹ء ملفوظات جلد ا صفحہ ۳۲۶)

آپؑ کا اعلان سنتے ہی ملاّ اور مسلم ممالک کے حکمران آگ بگولہ ہو گئے۔آپ کی شدید مخالفت ہوئی آپ کے خلاف فتوے لگائے گئے۔آپ کو اپنے الٰہی منصوبے میں ناکام بنانے کیلئے ہر قسم کا حربہ استعمال کیا گیا۔اور آپ کے ماننے والوں کو ستایا گیا، تنگ کیا گیا ، گالیاں دی گئیں ، کفر کے فتوے لگائے گئے ، ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔

عربوں میں اتفاق کیوں نہیں ہے۔

مسلم دنیا میں اتفاق و اتحاد نہ ہونے کی ایک بڑی وجہ یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی نافرمانی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام مہدی مسیح موعودؑ کا ظہور ہوگا اُس کی بیعت کرنا اور اُس کی جماعت میں شامل ہونا لیکن ایسا نہیں ہوا بیعت تو دور کی بات ہے اُس پر بے بنیاد الزامات لگائے گئے اور اُن کے ماننے والوں کو غیر مسلم کہا گیا۔

آج اسلامی دنیا میں اتحاد و اتفاق اُس وقت تک قائم نہیں ہو سکتا۔ جب تک سب کے سب وقت کے امام کو تسلیم نہ کریں۔ بظاہر خدا تعالیٰ نے عرب ممالک کو بے شمار مال و دولت سے نوازا ہے تیل کے ذخائر اُن کے پاس موجود ہیں اور مغربی اقوام ان ذخائر سے پورا پورا فائدہ اُٹھاتی رہتی ہیں۔ حیرانی اور افسوس تو اس بات کا ہے کہ باوجود ان قدرتی وسائل کے عرب ان مغربی ممالک کے غلام بنے ہوئے ہیں۔

ان مغربی ممالک کو لیبیا کے حکمران کی جارحیت تو نظر آئی لیکن اسرائیل جس نے مشرق وسطی میں عرب علاقوں میں بے اطمینانی اور بے چینی پیدا کی ہوئی ہے اور فلسطینیوں کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا اور آئے دن ان کو موت کے گھاٹ اُتارا جاتا ہے اُس کی جارحیت نظر نہیں آئی۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دجالی طاقتوں کے عدل و انصاف کے پیمانے الگ الگ ہیں۔

تاناشاہی ظلم و بربریت اور ناانصافی بہت دیر تک قائم نہیں رہتی:

مسلم ممالک کے گدی نشین ہوں یا ظالم جابر بادشاہ ہوں یا دجالی طاقتیں ہوں خدا کی نظر سب پر ہے۔ظالم خدا کے غضب اور عذاب سے بچ نہیں سکتے۔دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ ہٹلر جیسے بڑے بڑے دعویدار آئے خدا نے اُن کا نام ونشان مٹا دیا ہے حاکم خواہ مسلمان ہو یا غیر مسلم اگر ظالم ہے تو ضرور ایک دن وہ اقتدار سے محروم کیا جاتا ہے اور خدا کی گرفت میں آجاتا ہے۔یہی آج تک ہوتا آیا ہے۔

دنیا کی ابتداء سے یہ بات مسلم چلی آئی ہے کہ جب بھی کسی نے خدا کی مخلوق کو تنگ کیا یا ستایا اپنی رعایا پر ظلم کیا تو خدا تعالیٰ نے اُس کو نیست و نابود کر دیا۔اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے اسلام دشمنی کا نتیجہ ہے اس میں بہت بڑی گہری سازش ہے جس کی تہہ تک بھی ابھی مسلم ممالک نہیں پہنچ سکے ہیں۔

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد مبارک:

جماعت احمدیہ کے سربراہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ ۱۵ اپریل ۲۰۱۱ء میں فرمایا کہ:

’’آج من وعن مسلم ممالک کی یہی حالت ہے جو کچھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب ’’الھدیٰ‘‘ میں فرمایا تھا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ ان پر مکمل چسپاں ہوتے ہیں۔حکمران مال و دولت کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور رعایا سے نرمی کا سلوک نہیں کرتے ہیں ان کے حقوق انہیں نہیں دیتے ہیں جس کی وجہ سے اندر سے بغاوت کی لہر اُٹھی ہوئی نظر آتی ہے۔اور سارے عرب میں ایک کہرام سا مچ گیا ہے اور غیر ملکی مداخلت کا جواز پیدا کر دیا گیا ہے۔پس عوام کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ جہاں اطاعت کو اپنے ہاتھ جانے نہ دیں وہاں خصوصیت کے ساتھ یہ دُعا کریں کہ اے خدا ہم پر اس قسم کے ظالم سفاک حاکم مقرر نہ فرما جو رعایا کے ساتھ نرمی کا سلوک نہیں کرتے ہیں اور بیجا طور پر ملک و قوم کے سرمایہ کو تباہ برباد کر رہے ہیں اور معاشی اور اقتصادی لحاظ سے اپنے ہی ملک کو کمزور کر رہے ہیں یہ بھی دُعا کریں کہ ان کے شر سے ہمیں محفوظ رکھ اور ایسے حکام مقرر فرما جو قوم و ملک اور رعایا پرور ہوں اور سب کے ساتھ یکساں سلوک کرنے والے ہوں۔

حضور انور نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ان فتنو اور ان ابتر حالات کے علاج بارے میں بھی فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آسمان سے اس کا علاج تیار کیا ہوا ہے۔خدا تعالیٰ کی طرف سے عین وقت پر اُس کا مامور او مصلح آخر الزماں قوموں کی اصلاح و ہدایت کے بھیجا گیا ہے لہٰذا قرآن وحدیث کی روشنی میں اُس کو تلاش کرنا مسلمانوں کا کام ہے اس میں اب ان کی خیر و بھلائی اور بہتری ہے اور یہی صورت اب امن کی ضمانت ہے۔

ان تمام مندرجہ بالا حقائق سے یہ بات اب واضح ہو جاتی ہے کہ اس دور میں جہاں انسانوں میں اطاعت کا فقدان ہے تو ساتھ حکام بھی رعایا کے ساتھ انصاف کے تقاضے پورا نہیں کرتے ہیں جس کی وجہ سے عوام میں ناراضگی ظاہر ہو رہی ہے اور بغاوت تک نوبت پہنچی ہے جو کہ کسی بھی ملک کیلئے درست نہیں ہے۔اسلام اور قرآن مجید اس کی اجازت نہیں دیتا ہے دوسری بات یہ سامنے آئی کہ ان عرب ممالک میں خدا کی دی ہوئی نعمتیں مثلاً تیل کی دولت کو دیکھ کر بڑی بڑی طاقتیں ان ممالک کی تاک میں بیٹھی ہیں کہ کب موقع ملے اور کسی بھی بہانے جواز پیدا کر کے مداخلت کر کے تیل کی دولت میں حصہ داری حاصل کی جاسکے یہ حقیقت ہے اور اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے ورنہ لیبیا میں جو کچھ ہوا یا ہو رہا ہے یہ اُس کا اندرونی معاملہ تھا دنیا میں اور کئی ممالک میں بھی انتشار اور احتجاج ہوتا رہتا ہے لیکن وہاں یہ مغربی ممالک مداخلت اس لئے نہیں کرتے ہیں کہ وہاں تیل کے ذخائر نہیں ہیں۔لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ طاقت کے بل پر ہمیشہ کیلئے کسی کو بھی دبایا نہیں جاسکتا ہے ۔ اب تک کون سا مسئلہ انہوں نے حل کیا ہے۔افغانستان میں بھی جنگ جاری ہے عراق میں بھی بم دھماکے پہلے سے زیادہ ہو رہے ہیں فلسطین پر ظلم وستم جاری ہے لہٰذا دو رُخی پالیسی اور امتیاز کبھی بھی دُنیا میں کامیاب نہیں ہو سکتا ہے۔دنیا کے حالات بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں قدرتی آفات آئے دن آرہی ہیں۔زمین و آسمان کا ایک خدا ہے اُس کی نظر سب پر ہے۔اُس کے قہر اور غضب سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔

اگر امتیاز اور ناانصافی دنیا سے ختم نہ ہوئی اور معصوم لوگوں کو اسی طرح تنگ کیا جاتا رہا اور وقت کے امام کو شناخت نہ کیا گیا تو قرآنی پیشگوئیوں کے مطابق دُنیا میں اور بھی بہت سے شدید عذاب آسکتے ہیں جن کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا ہے۔وقتاً فوقتاً ان قدرتی آفات کا دنیا نے کئی بار نمونہ دیکھ لیا ہے پس اب دُنیا میں امن، شانتی، اتفاق واتحاد اور سلامتی کا واحد ذریعہ الٰہی راستہ ہے ۔ خدا اور اُس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے حکم پر عمل کیا جائے اور وقت کے مامور حضرت امام مہدی علیہ السلام موعود اقوام عالم کو قبول کیا جائے اسی میں اب بنی نوع انسان کی نجات ہے۔

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
تو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے
کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو
ہو گئے ہیں ان کا موجب میرے جھٹلانے کے دن

****

شریف جیولرز ربوہ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔حاجی شریف احمد ربوہ

00-92-476214750 فون ریلوے روڈ

00-92-476212515 فون اقصی روڈ ربوہ پاکستان

کیا آپ جانتے ہیں ؟
سب سے مہنگے موبائل فون

کبھی وقت تھا کہ موبائل فون رکھنا مرتبے کے اظہار کا ذریعہ ہوا کرتا تھا۔ مگر وقت کے ساتھ ساتھ یہ ضرورت بن گیا اور تقریباً ہر آدمی کے ہاتھ میں ایک عدد موبائل فون آ گیا۔ لیکن انسانی دل کسی ایک بات پر ٹک کر نہیں رہ سکتا اس لئے پھر سے یہ مرتبے کے اظہار کا ذریعہ بنتا جا رہا ہے۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی کی بے انتہا ترقی کی وجہ سے جہاں اس کی شکل وصورت میں بدلاؤ آیا وہیں اس کے فوائد میں بھی بدلاؤ آیا۔ دنیا کو مٹھی میں کرنے کا دعویٰ کرنے والی اس چھوٹی سی مشین کی نئی اور حیرت انگیز شکل وصورت کو جان کر آپ دانتوں تلے انگلیاں دبانے کو مجبور ہو جائیں گے۔

تو آئیے کچھ نئے اور سب سے مہنگے موبائل فونز کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔

لیملین: جنیوا بیسٹ لگزری کمیونیکیشن کمپنی کے ذریعہ بنائے جانے والے اپنی قیمت اور مخصوص ڈیزائن کیلئے اس موبائل فون کا نام گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں درج کیا گیا ہے اس لگزری فون سیٹ کا باہری حصہ ۱۶ کیریٹ سفید سونے سے بنایا گیا ہے۔ جسے ۲۰ کیرٹ کے بیش قیمتی ہیروں سے بڑی باریکی سے سجایا گیا ہے۔ خاص بات یہ ہیکہ یہ ہیرے اتنے قرینے سے فٹ کئے گئے ہیں کہ مائیکروسکوپ کے ذریعہ بھی آپ ان میں کوئی کجی ڈھونڈ نہیں پائیں گے۔ اتنے خوبصورت فون کو کون اپنے پاس نہیں رکھنا چاہے گا لیکن اسے خریدنا دو وجوہات سے آسان نہیں۔ پہلا یہ کہ یہ بازار میں سیدھا مہیا نہیں ہے کمپنی اسے آرڈر پر ہی بناتی ہے۔ دوسرا یہ کہ شاید کوئی اتنی زیادہ قیمت چکانہ پائے کیونکہ اس کی قیمت تقریباً 1.3 ملین یو ایس ڈالر ہے۔ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

کرپٹو سمارٹ فون: اس فون کو رشین کمپنی جے ایس سی اینکورٹ نے مشہور ڈیزائنر پیٹرالائنس کے ساتھ ملکر بنایا ہے 1.3 ملین یو ایس ڈالر قیمت والے اس فون کی باڈی پلاٹینم کی ہے اور لوگو اور نیویگشن ۱۸ کیرٹ گلابی سونے سے بنائے گئے ہیں۔ اس فون کے ساتھ لیدر کا ایک بے حد خوبصورت باکس ملتا ہے جسے کھولنے پر ایک خاص میوزک بجتا ہے جسے خریدار کے مطابق بدلا جا سکتا ہے۔

ورٹو سگنیچن کوبرا: مہنگے موبائل ہیڈسیٹ کے معاملے میں اس فون کی بھی اپنی الگ پہچان ہے۔ اس کا ڈیزائن فرانس کے مشہور جوہری بچے ران نے تیار کیا ہے۔ اس کی خاصیت یہ ہے کہ اس کی باڈی کا کچھ حصہ پورے ہیرے کو تراش کر بنایا گیا ہے اس پر پنے کی دو آنکھیں لگائی گئی ہیں جو اس کی خوبصورتی میں چار چاند لگا دیتی ہیں۔ اس کی قیمت تین لاکھ ڈالر ہے۔ اسے پانے کے لئے آپ کو جلدی کرنی ہوگی کیونکہ کمپنی نے اس کے صرف آٹھ پیس ہی بنائے ہیں۔

نوکیا 8800 ارٹی: حال ہی میں نوکیا نے 8800 ارٹی لانچ کیا ہے بازار میں اس کی قیمت فی الحال 131650 ڈالر کے آس پاس ہے۔ اس موبائل ہینڈسیٹ پر ۱۸ کیرٹ کا سفید سونا اور ۶۸۰ سفید اور گلابی اچھی قسم کے ہیرے اس کی خوبصورتی کو بڑھاتے ہیں۔

3 جی ایس سپریم موبائل: گولڈسٹرائیکر انٹرنیشنل کمپنی نے بھی ایک ہینڈسیٹ ڈیزائن کیا ہے جس کی باڈی سونے کی ہے۔ اس کی قیمت 4.14 ملین ڈالر ہے اس کا سارا کیس 271 گرام 22 گیرٹ سونے سے بنایا گیا ہے۔ اس کا مرکزی بٹن خالص ہیرے سے بنایا گیا ہے۔ جو 7.1 کیرٹ کا ہے۔ یہ فون آپ خرید نہیں سکتے کیونکہ اس کا ایک ہی ماڈل تیار کیا گیا تھا اگر آپ بھی ایسا فون چاہتے ہیں تو اس کے لئے آپ کو خاص آرڈر دینا ہوگا۔ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ضرورت ہے

انڈیا ڈیسک لنڈن کی طرف سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ملک آئرلینڈ میں آج کل ڈاکٹروں کی تعداد کم ہے۔ وہاں کی گورنمنٹ نے Entrance Exam کے بغیر ڈاکٹرز لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ لہٰذا انڈیا میں نئے پاس ہونے والے M.B.B.S احمدی ڈاکٹرز بالخصوص وہ جنہوں نے میڈیکل کی کسی فیلڈ میں Specialise بھی کیا ہوا ہے اور باہر کام کرنے کا ارادہ ہے تو وہ آئرش میڈیکل کونسل کی ویب سائٹ www.medical council.ie اور مندرجہ ذیل ایڈریس پر رابطہ کر کے کوشش کر سکتے ہیں۔

Medical council kingram Hou, Kingram place, dublin, Ireland

Tel: +35314983100, Fax +35314983102

E-mail : info@mcirl.ie

(ناظر امور عامہ قادیان)

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.

Love For All, Hatred For None

AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143

JMB

لبیک صد لبیک

(پردے کے بارے میں، اسلام قبول کرنے والی، مغربی معاشرے کی عورتوں کے تاثرات)

ارشاد عرشیؔ ملک اسلام آباد

arshimalik50@hotmail.com

جب چُنی میں نے مسلماں ہو کے پردے کی ڈگر
مغربی ماحول کی پروردہ عورت کے لئے
اہمیت کو میں سمجھ سکتی نہ تھی اسکارف کی
ایک احساسِ تحفظ مجھ کو پردے نے دیا
مجھ کو چھونے کی نہیں ہرگز کسی میں اب مجال
جو بھی ہے انمول شئے لازم ہے پوشیدہ رہے
میں نے دھتکارا گذشتہ کا وہ طرزِ زندگی
جس جگہ بھی جاؤں اب ملتا ہے مجھ کو احترام
ان گنت کپڑوں کی بک بک سے مری جاں چُھٹ گئی
اب مری جیکٹ ہے پردہ، وہ بھی ہے بُلٹ پروف
دیکھتی ہوں جب میں بے پردہ مسلماں عورتیں
حُکم پر قُرآن کے لبیک صد لبیک ہے

اِک نئے'' کے ٹو'' کی چوٹی کو مجھے کرنا تھا سر
حُکمِ پردہ تھا بہت انجان راہوں کا سفر
اب مگر پاتی ہوں میں اس پیڑ کے میٹھے ثمر
مطمئن رہتی ہوں میں خود کو مکمل ڈھانپ کر
چین سے کرتی ہوں اب میں اپنے روز وشب بسر
کوئی عاقل چوک میں رکھتا نہیں لعل و گُہر
رہ گیا پیچھے کہیں ناپاک آلودہ نگر
اوڑھنی نے کر دیا مجھ کو یکا یک معتبر
اوڑھ کر گاؤن ہوا ہے ختم سارا دردِ سر
اس پہ نظروں کی بُلٹ کرتی نہیں کوئی اثر
سوچتی ہوں کیا یہ سب اسلام سے ہیں بے خبر
راستہ واضح ہو جب تو کیا اگر اور کیا مگر

مجھ کو آزادی نہیں عرشیؔ خُدا درکار ہے
میں بہت مسرور ہوں پردے میں قصہ مختصر

(بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ 16)

حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ کہ خدا زور آور حملوں سے اپنی قدرت کا نشان ظاہر کرے گا اپنی نئی شان کے ساتھ پورے ہوئے۔ پھر خلافت خامسہ کا دور ہے اس میں بھی دُشمن نے حسد کی آگ اور مخالفت کے شدت اختیار کی۔ پھر اندرونی طور پر جماعت کا ہمدرد بن کر جماعت کے اندر افتراق کرنے کی کوشش کی گئی مگر اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کی تائید یافتہ خلافت کامیاب ہو رہی ہے۔

حضور انور نے فرمایا میں تو ایک کمزور ناکارہ انسان ہوں۔ لیکن خلافت احمدیہ کو اس خدا کی حمایت حاصل ہے جو قادر وتوانا ہے۔ دشمن ہمیشہ اپنی چالاکیوں میں ناکام اور خاسر ہوگا دشمن نے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کی چال چلی ہے مگر خلافت کی تائید میں خدا تعالیٰ نے ساری دنیا میں نوجوانوں کی فوج کھڑی کی ہے جو حضرت طلحہؓ کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ اللہ کے تائیدی نشان دیکھ کر دل حمد سے بھر جاتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے رسالہ الوصیت کے اقتباسات پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کے فضل سے احمدی قربانی کے ہر میدان میں ایک نئے جوش اور ولولے کے ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں ان اقتباسات میں خوش خبریاں اور انذار بھی ہیں۔ پس ہم میں سے ہر ایک کا کام ہے کہ ان خوشخبریوں سے فیض پانے کیلئے دلوں کو پاک کرنے کیلئے نیکی میں آگے بڑھنے کیلئے ان احکامات پر چلیں اور خلافت سے وابستگی میں پہلے سے بڑھ کر پختہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ پہلے سے بڑھ کر ہر احمدی کو نظام خلافت سے فیض حاصل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

دُعاء مغفرت

خاکسار کے والد مکرم امام خان صاحب بعمر ۷۵ سال ایک عرصہ طبیعت خراب رہنے کے بعد مورخہ 10.5.11 کو وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون والد صاحب صوم وصلوۃ کے پابند تھے۔ ایک لمبا عرصہ تک جماعت کے مختلف عہدوں پر جماعت کی خدمت کرتے رہے۔ آخر دم تک جماعت کے ہر کاموں میں حاضر ہوتے رہے اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔ ان کی مغفرت کرتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین مقام عطاء فرمائے۔ مرحوم نے اپنے پیچھے ۴ لڑکے تین لڑکیوں کے علاوہ نواسے، پوتے وغیرہ چھوڑے ہیں۔ اعانت بدر یک صد روپے۔

(بشارت خان پولس۔ جماعت احمدیہ پنکال)

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز ۔ کشمیر جیولرز

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہ

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-220757
Tel. : (0091) 1872-221702
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
هفت روزه بدر قادیان
Weekly B A D R Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA
Vol. 60 Thursday 9 June 2011 Issue No. 23

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 350/-
By Air : 35 Pounds Or 60 U.S. $
: 40 Euro
: 65 Canadian Dollar

اللہ تعالیٰ نے ۱۴۰۰ سال کے بعد اس خلیفہ کو بھیجا جو امتی ہونے کے باعث نبوت کا اعزاز پا کر خلافت کا نظام جاری کرنے والا بن گیا جو اس نظام سے جڑیں گے وہ خوف سے امن میں آتے چلے جائیں گے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 27 مئی 2011 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد و تعوذ و سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۃ النور کی آیت نمبر ۵۴ تا ۵۷ کی تلاوت فرمائی۔ جس کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے۔

اور انہوں نے اللہ کی پختہ قسمیں کھائیں کہ اگر تو انہیں حکم دے تو وہ ضرور نکل کھڑے ہوں گے۔ تو کہہ دے کہ قسمیں نہ کھاؤ۔ دستور کے مطابق اطاعت (کرو) یقیناً اللہ جو تم کرتے ہو اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

کہہ دے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ پس اگر تم پھر جاؤ تو اُس پر صرف اتنی ہی ذمہ داری ہے جو اُس پر ڈالی گئی ہے اور تم پر بھی اتنی ہی ذمہ داری ہے جتنی تم پر ڈالی گئی ہے۔ اور اگر تم اس کی اطاعت کرو تو ہدایت پا جاؤ گے اور رسول پر کھول کھول کر پیغام پہنچانے کے سوا کچھ ذمہ داری نہیں۔

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کیلئے اُن کے دین کو جو اُس نے اُن کیلئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

پھر حضور انور نے فرمایا کہ یہ آیات جو میں نے پڑھی ہیں ان میں سے ایک آیت آیت استخلاف کہلاتی ہے یعنی وہ آیت جس میں مومنین سے خدا تعالیٰ نے خلافت کا وعدہ کیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس آیت کی مختلف تفاسیر بیان کی ہیں لیکن اپنے ایک مختصر رسالہ ''الوصیت'' میں جماعت میں نظام خلافت کے جاری ہونے کی تفصیلی خبر دی ہے یہ رسالہ آپؑ نے ۱۹۰۵ء میں تصنیف فرمایا۔ جس میں تقویٰ، توحید، قرب الٰہی نیز جماعتی ترقی کے حصول کیلئے روحانی طریق کے علاوہ جماعت کو مالی قربانی جاری رکھنے کیلئے وصیت کا الٰہی منصوبہ پیش فرمایا ہے۔ یہ درحقیقت حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا ایک ایسا نظام ہے جس کے سامنے تمام معاشی نظام ہیچ ہیں کیونکہ وہ تقویٰ سے عاری ہیں۔ وصیت کا نظام ۱۹۰۵ء میں جاری ہو چکا تھا لیکن آیت استخلاف کے حوالے سے جس نظام خلافت کی آپ نے خبر دی وہ ۱۹۰۸ء کو آج سے ۱۰۳ سال قبل جاری ہوا۔ اور یہ نظام خلافت وہ نظام ہے جو ۱۴۰۰ سال کی محرومی کے بعد ہمیں عطا کیا گیا ہے۔

حضور نے ان آیات کی مختصر تشریح پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اس آیت میں اللہ اور اس کے رسول کو ماننے والوں اور خلفاء کی بیعت کرنے والوں کیلئے مکمل لائحہ عمل رکھا گیا ہے اور یہ بات بتائی گئی ہے کہ اطاعت کیا چیز ہے اور حقیقی معیار کیا ہے۔ اطاعت کا معیار یہ نہیں کہ صرف قسمیں کھالو بلکہ اطاعت دل کی گہرائیوں سے احکام کی بجا آوری کا نام ہے۔ اطاعت کے بارے میں آنحضرتؐ نے ایک بار فرمایا تھا کہ میری سنت پر اور پھر خلفائے راشدین کی سنت پر چلنا پس اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اطاعت ضروری شرط ہے اگر تم اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے اور ہدایت پاتے رہو گے۔

سیدنا حضور انور نے آیت استخلاف کا ترجمہ پیش کرتے ہوئے فرمایا بہرحال چونکہ اللہ تعالیٰ نے آخری غلبہ اور کامل شریعت اسلام کے ذریعے سے فرمانی تھی اس لئے یہ پیشگوئی فرمائی کہ آنحضرتؐ کی اُمت میں ایک نبی مبعوث ہوگا۔ جس کی تفصیل و آخرین میں ہے جس کی وضاحت آنحضرتؐ نے یہ فرما کر دی کہ میرے اور مسیح کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوگا۔ پس مسیح موعود نبی بھی ہیں اور خاتم الخلفاء بھی ہیں اللہ تعالیٰ نے ۱۴۰۰ سال کے بعد اس خلیفہ کو بھیجا جو امتی ہونے کے باعث نبوت کا اعزاز پا کر خلافت کا نظام جاری کرنے والا بن گیا۔ بے شک دین اسلام اللہ نے قائم فرما دیا ہے لیکن خوف سے امن میں آنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے خلافت کے نظام کے ساتھ جڑنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جو اس نظام سے جڑیں گے وہ خوف سے امن کی حالت میں آتے چلے جائیں گے۔ خلیفہ وقت اور خلافت سے منسلک ہونے والوں کیلئے یہ کہا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی خالص عبادت کرنے والے بن جائیں اور نمازوں کا قیام اور اس کیلئے کوشش ان کو خلافت کے انعام سے فیض یاب کرتی رہے گی۔ ان کی دعاؤں کو خدا تعالیٰ سنے گا۔ لیکن جو یہ دیکھ کر بھی خلافت سے منسلک نہ ہوں گے وہ نافرمان ہوں گے۔ اُن کو نافرمانی کی سزا ملے گی۔ وہ اُن انعامات سے محروم ہوں گے جو مومنین سے وعدہ کئے گئے ہیں۔ آج عامۃ المسلمین کو دیکھ لیں کہ کس قدر بے چینی میں گھرے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کو مارنے کیلئے غیروں سے مدد لے رہے ہیں۔

سیدنا حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ نظام خلافت کو جاری فرمایا ہے۔ اس کے فیض کو پانے کیلئے کامل اطاعت شرط ہے۔ کامل اطاعت کرنے والا وہی ہے جو ہمیشہ اللہ کو یاد رکھے اس کی عبادت کرے اور عبادت کا بہترین ذریعہ نمازوں کا قیام ہے۔ نماز یعنی صلوٰۃ کی تفسیر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ صلوٰۃ کا بہترین حصہ جمعہ ہے اور خلیفہ وقت دنیا کے حالات دیکھتے ہوئے دنیا کو نصائح کرتا ہے جس سے قوم میں وحدت اور یکجہتی پیدا ہوتی ہے۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ اس کی اصل تصویر ہمیں جماعت احمدیہ میں نظر آتی ہے جبکہ خلیفہ وقت کا خطبہ جمعہ دنیا کی تمام قوموں میں سنا جا رہا ہوتا ہے اور مختلف مزاجوں کے مطابق ہوتا ہے تو بہرحال اقامۃ الصلوٰۃ کی ایک تشریح یہ ہے جو خلافت کے ذریعہ جاری ہے۔

پھر زکوٰۃ ہے۔ یہ تزکیہ اموال ہے اور مالی قربانی ہے اور یہ بھی آج جماعت احمدیہ میں ہی حقیقی رنگ میں جاری ہے۔ اور خلیفہ وقت کے ذریعہ، چندوں کے ذریعہ، افراد جماعت اور جماعتی ضروریات پوری ہو رہی ہوتی ہیں۔ یہ ایک نظام ہے جو خلیفۂ وقت کے ماتحت ہی چل رہا ہوتا ہے۔ کہیں غریبوں کی ضروریات پوری ہو رہی ہیں تو کہیں تبلیغ ہو رہی ہے۔ غیر احمدی افراد بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ زکوٰۃ کا صحیح مصرف جماعت احمدیہ کے ذریعہ پورا ہو رہا ہے۔ بعض جگہ سے مبلغین کے خطوط آتے ہیں کہ غیر از جماعت زکوٰۃ اور صدقات دینا چاہتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ جماعت اُن کو لے سکتی ہے لیکن دوسرے طوعی چندے صرف احمدیوں کے ساتھ وابستہ ہیں۔ پس زکوٰۃ کا نظام خلافت سے وابستہ ہے۔ خطبے کے آخر میں سیدنا حضور انور نے حضرت مسیح موعودؑ کی عظیم الشان تصنیف ''الوصیت'' کے چند اقتباس پیش کئے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''میں تجھ سے راضی ہوں گا اور ہم کھلے کھلے نشان تیری تصدیق کے لئے ہمیشہ موجود رکھیں گے''۔ (رسالہ الوصیت صفحہ ٦)

حضور انور نے اس کی تشریح میں فرمایا کہ دنیا نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو تباہ کرنے والے ذلیل و رسوا ہو گئے۔ مر کھپ گئے مگر آپ کی جماعت دنیا میں پھیلتی جا رہی ہے۔ نشانات کا سلسلہ جو آپ کے وقت شروع ہوا تھا۔ آج بھی جاری ہے۔ لاکھوں لوگ خدا کی تائید و نصرت سے بیعت کر کے جماعت میں داخل ہو رہے ہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

''خدا کا کلام مجھے یہ فرماتا ہے کہ کئی حوادث ظاہر ہوں گے اور کئی آفتیں زمین پر اُتریں گی۔ کچھ تو ان میں سے میری زندگی میں ظہور میں آجائیں گے اور کچھ میرے بعد ظہور میں آئیں گی''۔

(الوصیت صفحہ ۸)

حضور انور نے فرمایا کہ یہ وعدہ حضرت مسیح موعودؑ کے وقت میں پورا ہوا اور آج بھی ہو رہا ہے۔ آفات کا سلسلہ تیز ہو رہا ہے۔ کیا یہ نشان عقل رکھنے والوں کیلئے کافی نہیں۔ مخالفین کو خدا کے فرستادہ کی باتوں پر غور کرنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

''یہ خدا کی سنت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے كتب الله لا غلبن انا ورسلى'' (المجادلہ ۲۲)

(الوصیت صفحہ ۸)

حضور نے فرمایا کہ آج جماعت کی تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو پیشگوئی فرمائی تھی جس کا زمانے کے امام نے اعلان کیا تھا وہ ہر آن پوری ہو رہی ہے۔ چاہے وہ خلافت اولیٰ کا دور ہو جس میں اندرونی فتنے ہوئے چاہے وہ خلافت ثانیہ کا دور ہو جس میں اندرونی اور بیرونی حملے ہوئے، خدا کا وعدہ پورا ہوتا نظر آتا ہے۔ خلافت ثالثہ میں بھی بیرونی حملوں کی شدت اور بعض اندرونی فتنوں نے سر اُٹھایا مگر جماعت کو خلافت احمدیہ اللہ کے فضل سے آگے بڑھاتی رہی۔ پھر خلافت رابعہ کا دور تھا دشمن نے اپنے خیال میں بھرپور وار کیا مگر

(باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں)

کمپوزنگ و ڈیزائننگ: کرشن احمد قادیان